قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ
الفضل
لندن

مدیر۔ ابو سعید

Online Edition

سوموار 28مارچ 2022ء | 25 شعبان 1443 ہجری قمری | 28 امان 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:75

ارشاد باری تعالیٰ

اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ غَفُوْرٌ ﴿۲۹﴾

(فاطر:29)

ترجمہ:۔ یقیناً اللہ کے بندوں میں سے اُس سے وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔ یقیناً اللہ کامل غلبہ والا (اور) بہت بخشنے والا ہے۔

فرمان رسول ﷺ

حضرت کثیر ابن قیسؓ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس دمشق کی مسجد میں بیٹھا ہوا تھا کہ ان کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے شہر مدینہ منورہ سے آپ کے پاس رسول اللہ ﷺ کی حدیث سننے کی غرض سے آیا ہوں۔ آپ کے پاس آنے کی اس کے علاوہ اور کوئی غرض نہیں ہے۔ (یہ سن کر) حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ:

جو آدمی علم حاصل کرنے کے لئے سفر اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے راستہ پر چلاتا ہے۔ فرشتے طالب علم سے راضی ہوتے ہوئے اس کے لئے اپنے پروں کو بچھاتے ہیں۔۔۔ اور عابد پر عالم کو ایسی ہی فضیلت ہے جیسے کہ چودھویں کا چاند تمام ستاروں پر فضیلت رکھتا ہے اور علماء، انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں۔۔۔ انبیاء کا ورثہ علم ہے لہٰذا جس نے علم حاصل کیا اس نے کامل حصہ پایا۔

(سنن ابوداؤد کتاب العلم باب الحث علی طلب العلم)

فرمان خلیفہ وقت

ایک حدیث میں آتا ہے کہ اُطْلُبُوا الْعِلْمَ مِنَ الْمَهْدِ اِلَی اللَّحْدِ یعنی چھوٹی عمر سے لے کے، بچپنے سے لے کے آخری عمر تک جب تک قبر میں پہنچ جائے انسان علم حاصل کرتا رہے۔ تو یہ اہمیت ہے اسلام میں علم کی۔ پھر اس کی اہمیت کا اس سے بھی اندازہ لگا لیں کہ اللہ تعالیٰ کے کسی بھی حکم یا دعا پر سب سے زیادہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمل کیا۔ اور آپؐ عمل کرتے تھے، اللہ تعالیٰ تو خود آپؐ کو علم سکھانے والا تھا اور قرآن کریم جیسی عظیم الشان کتاب بھی آپ پر نازل فرمائی جس میں کائنات کے سربستہ اور چھپے ہوئے رازوں پر روشنی ڈالی جس کو اُس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کوئی شاید سمجھ بھی نہ سکتا ہو۔ پھر گزشتہ تاریخ کا علم دیا، آئندہ کی پیش خبریوں سے اطلاع دی لیکن پھر بھی یہ دعا سکھائی کہ یہ دعا کرتے رہیں کہ رَبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا۔ بہرحال ہر انسان کی استعداد کے مطابق علم سیکھنے کا دائرہ ہے اور اس دعا کی قبولیت کا دائرہ ہے۔ وہ راز جو آج سے پندرہ سو سال پہلے قرآن کریم نے بتائے آج تحقیق کے بعد دنیا کے علم میں آ رہے ہیں۔ یہ باتیں جو آج انسان کے علم میں آ رہی ہیں اس محنت اور شوق اور تحقیق اور لگن کی وجہ سے آ رہی ہیں جو انسان نے کی۔

آج یہ ذمہ داری ہم احمدیوں پر سب سے زیادہ ہے کہ علم کے حصول کی خاطر زیادہ سے زیادہ محنت کریں، زیادہ سے زیادہ کوشش کریں۔ کیونکہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی قرآن کریم کے علوم و معارف دیئے گئے ہیں۔ اور آپؑ کے ماننے والوں کے بارے میں بھی اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ میں انہیں علم و معرفت اور دلائل عطا کروں گا۔ تو اس کے لئے کوشش اور علم حاصل کرنے کا شوق اور دعا کہ اے میرے اللہ! اے میرے رب! میرے علم کو بڑھا، بہت ضروری ہے۔ گھر بیٹھے یہ سب علوم و معارف نہیں مل جائیں گے۔ اور پھر اس کے لئے کوئی عمر

بقیہ صفحہ 4 پر

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

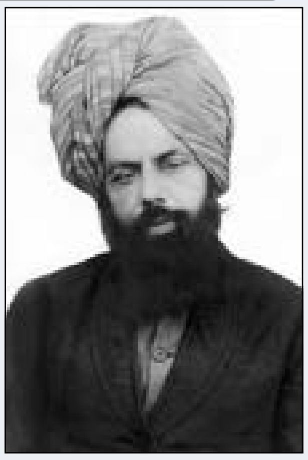

سچا فلسفہ قرآن میں ہے

مَیں ان مولویوں کو غلطی پر جانتا ہوں جو علوم جدیدہ کی تعلیم کے مخالف ہیں۔ وہ دراصل اپنی غلطی اور کمزوری کو چھپانے کے لئے ایسا کرتے ہیں۔ اُن کے ذہن میں یہ بات سمائی ہوئی ہے کہ علوم جدیدہ کی تحقیقات اسلام سے بدظن اور گمراہ کر دیتی ہے اور وہ یہ قرار دیئے بیٹھے ہیں کہ گویا عقل اور سائنس اسلام سے بالکل متضاد چیزیں ہیں۔ چونکہ خود فلسفہ کی کمزوریوں کو ظاہر کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ اس لئے اپنی اس کمزوری کو چھپانے کے لئے یہ بات تراشتے ہیں کہ علوم جدیدہ کا پڑھنا ہی جائز نہیں۔ اُن کی رُوح فلسفہ سے کانپتی ہے اور نئی تحقیقات کے سامنے سجدہ کرتی ہے۔ مگر وہ سچا فلسفہ اُن کو نہیں ملا جو الہام الٰہی سے پیدا ہوتا ہے جو قرآن کریم میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے وہ ان کو اور صرف اُنہی کو دیا جاتا ہے جو نہایت تذلّل اور نیستی سے اپنے تئیں اللہ تعالیٰ کے دروازے پر پھینک دیتے ہیں۔ جن کے دل اور دماغ سے متکبرانہ خیالات کا تعفّن نکل جاتا ہے اور جو اپنی کمزوریوں کا اعتراف کرتے ہوئے گڑ گڑا کر سچی عبودیت کا اقرار کرتے ہیں۔

پس ضرورت ہے کہ آج کل دین کی خدمت اور اعلائے کلمۃ اللہ کی غرض سے علوم جدیدہ حاصل کرو اور بڑے جدوجہد سے حاصل کرو۔ لیکن مجھے یہ بھی تجربہ ہے جو بطور انتباہ بیان کر دینا چاہتا ہوں کہ جو لوگ ان علوم ہی میں یکطرفہ پڑ گئے اور ایسے محو اور منہمک ہوئے کہ کسی اہل دل اور اہل ذکر کے پاس بیٹھنے کا ان کو موقعہ نہ ملا اور خود اپنے اندر الٰہی نور نہ رکھتے تھے وہ عموماً ٹھوکر کھا گئے اور اسلام سے دُور جا پڑے۔ اور بجائے اس کے کہ ان علوم کو اسلام کے تابع کرتے اُلٹا اسلام کو علوم کے ماتحت کرنے کی بے سود کوشش کر کے اپنے زعم میں دینی اور قومی خدمات کے متکفل بن گئے۔ مگر یاد رکھو کہ یہ کام وہی کر سکتا ہے یعنی دینی خدمات وہی بجا لا سکتا ہے جو آسمانی روشنی اپنے اندر رکھتا ہو۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 43 ایڈیشن 1988ء)

اس شمارہ میں

- اسلام اور بانی اسلامؐ سے عشق (منظوم)
- پہلے حجاب پھر کتاب (اداریہ)
- خلاصہ خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ
- خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ
- ڈغاسکر میں جماعت احمدیہ مسلمہ کا نفوذ اور ترقی

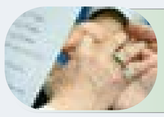

دربارِ خلافت

ایک حقیقی مومن اللہ تعالیٰ کی رضا کے خلاف کام ہی نہیں کرسکتا

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

وَالَّذِیۡنَ یَصِلُوۡنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰہُ بِہٖۤ اَنۡ یُّوۡصَلَ وَیَخۡشَوۡنَ رَبَّہُمۡ وَیَخَافُوۡنَ سُوۡٓءَ الۡحِسَابِ (الرعد: 22) اور وہ لوگ جو اسے جوڑتے ہیں جسے جوڑنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور اپنے ربّ سے ڈرتے ہیں اور برے حساب سے خوف کھاتے ہیں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اُن تعلقات کے جوڑنے کا فرمایا ہے جن کے جوڑنے کا صرف یہ حکم نہیں کہ جوڑنا ہے بلکہ قائم رکھنے کا حکم فرمایا ہے۔ تعلقات جوڑے اور پھر قائم رکھے۔ یعنی ایک مومن، ایک حقیقی مومن جسے اللہ تعالیٰ نے مومنانہ فراست بخشی ہے، اس بات کا تصور ہی نہیں کرسکتا ہے کہ وہ ایسے کام کرے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے خلاف ہوں۔ پس جب وہ ایک حقیقی مومن ہے، اللہ تعالیٰ سے ایک دفعہ تعلق جوڑتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکموں کے مطابق اُن تعلقوں کو جوڑتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے فرمائے ہیں تو پھر اُن پر دوام اختیار کرتا ہے۔ فرمایا کہ ایک صاحبِ عقل اور حقیقی مومن کی نشانی یہ ہے کہ یَصِلُوۡنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰہُ بِہٖۤ اَنۡ یُّوۡصَلَ یعنی وہ اُن تعلقات کو قائم کرتے ہیں جن کے قائم کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس حصہ آیت کی وضاحت کرتے ہوئے خلاصۃً اس طرح فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اور محبت میں کمال حاصل کر کے اُس کے حکم اور اُس کی ہدایت کے ماتحت مخلوق کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور مخلوق سے رشتہ اتحاد و اخوت اور احسان جوڑتے ہیں۔ پھر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اور محبت کا کمال اس لئے حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ وَیَخۡشَوۡنَ رَبَّہُمۡ وَیَخَافُوۡنَ سُوۡٓءَ الۡحِسَابِ کہ اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور بُرے حساب سے خوف رکھتے ہیں۔ اپنے ربّ کی خشیت دل میں رکھتے ہیں۔ اور خشیت لغت میں کسی اعلیٰ صفات والی چیز کے کمال وحسن کو پہچاننے کے بعد اُس کے ہاتھ سے جاتے رہنے کے خوف کو کہتے ہیں۔ کہیں میرے ہاتھ سے نکل نہ جائے۔ یعنی خشیت اُس وقت بولا جاتا ہے جبکہ اُس چیز کی معرفت حاصل ہو جس سے خوف کیا گیا ہے۔ نیز خوف نقصان یا ضرر کا نہ ہو بلکہ اس وجہ سے ہو کہ انسان یقین کرے کہ وہ چیز نہایت اعلیٰ اور عظمت والی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ اپنی غفلت کی وجہ سے اُس کا قرب کھو بیٹھوں اور ایک مومن کے نزدیک زمین و آسمان میں سب سے اعلیٰ اور عظمت والی چیز خدا تعالیٰ کی ذات ہے۔

(ماخوذ از تفسیر کبیر جلد 3صفحہ 409)

پس اس کے علاوہ نہ کوئی چیز ہے اور نہ کوئی ہوسکتی ہے۔ جیسا کہ پہلے بیان ہوا تھا کہ مومن اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر کے اُس کی مخلوق کی طرف متوجہ ہوتا ہے، یہی ایک مومن کی نشانی ہے۔ پس یہ خشیت اور برے حساب کا خوف ایک مومن کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور مخلوق کے حق ادا نہ کرنے کی وجہ سے دامن گیر ہوتی ہے اور ہونی چاہئے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا یہی مومن کی نشانی ہے۔ وہ یہ برداشت ہی نہیں کرسکتا کہ خدا تعالیٰ اُس سے ناراض ہو، اُس کو دھتکار دے۔ عموماً یہی کہا جاتا ہے بلکہ ایک حقیقی مومن نہ بھی ہو، تھوڑا سا بھی ایمان ہو تو وہ یہی چاہتا ہے لیکن دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے ہیں جو قرآنِ کریم پڑھتے ہیں، اُس کا ترجمہ بھی پڑھتے ہیں، خدا تعالیٰ کے خوف کا اظہار بھی کرتے ہیں۔ وہ کبھی یہ پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دھتکارے جائیں لیکن اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے حق ادا نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے جن تعلقات کو جوڑنے کا حکم دیا ہے، اُن کو حقیقی رنگ میں جوڑنے کی کوشش نہیں کرتے۔ یہ تضاد ہے جو دنیا میں اکثر مسلمانوں کی اکثریت میں نظر آتا ہے۔ ایک خواہش اور دعویٰ کے باوجود نظر آتا ہے۔ اور احمدیوں کے بارے میں بھی ہم سو فیصد نہیں کہہ سکتے کہ وہ اس تعریف کے اندر آتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے مومن کی بتائی ہے۔ پس ہمیں بھی اس بارے میں اپنے جائزے لیتے رہنا چاہئے۔

(خطبہ جمعہ یکم مارچ 2013ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اسلام اور بانیٔ اسلامؐ سے عشق

(کلام حضرت مسیح موعودؑ)

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں۔ دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے

کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلاوے
یہ ثمر باغ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے

ہم نے اسلام کو خود تجربہ کر کے دیکھا
نور ہے نور اٹھو دیکھو سنایا ہم نے

اور دینوں کو جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا
کوئی دکھلائے اگر حق کو چھپایا ہم نے

تھک گئے ہم تو انہیں باتوں کو کہتے کہتے
ہر طرف دعوتوں کا تیر چلایا ہم نے

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

یونہی غفلت کے لحافوں میں پڑے سوتے ہیں
وہ نہیں جاگتے سو بار جگایا ہم نے

جل رہے ہیں یہ سبھی بغضوں میں اور کینوں میں
باز آتے نہیں ہر چند ہٹایا ہم نے

آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

آج ان نوروں کا اِک زور ہے اِس عاجز میں
دل کو ان نوروں کا ہر رنگ دلایا ہم نے

جب سے یہ نور ملا نور پیمبر سے ہمیں
ذات سے حق کی وجود اپنا ملایا ہم نے

مصطفیؐ پر ترا بے حد ہو سلام اور رحمت
اس سے یہ نور لیا بار خدایا ہم نے

ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام
دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 224 مطبوعہ 1893ء)

اداریہ

پہلے حجاب پھر کتاب

اصل اسلامی پردہ کو اپنانے اور رواج دینے کی ضرورت

روزنامہ الفضل آن لائن لنڈن کے مستقل قاری، کالم نویس و تبصرہ نگار جناب محمد عمر تماپوری۔ کوآرڈینیٹر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی نے گزشتہ دنوں خاکسار کے نام اپنے ایک مکتوب میں ریاست کرناٹک جنوبی ہند کے منڈیا کی ایک دلیر اور بہادر برقعہ پوش، باپردہ طالبہ علم ’’مسکان‘‘ کا واقعہ بھجوا کر لکھا ہے کہ آج کل انڈیا اور بین الاقوامی میڈیا میں مسکان کا پردے اور برقعے میں رہ کر ’’اللہ اکبر‘‘ کی صدا بلند کرنے کے بعد باپردہ خواتین و طالبات کا ’’پہلے حجاب پھر کتاب‘‘ کے سلوگن کے ساتھ بازاروں میں آ گئی ہیں لہٰذا آپ نے پردہ پر اداریہ (ایڈیٹوریئل) لکھنے کی درخواست کی ہے۔ جو موصوف نے اپنے غیر از جماعت کولیگز کی طرف سے بھجوائی ہے۔

یہاں یہ بات واضح کرنی ضروری ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کے خلفاء کرام کی ہر حالت میں پُرامن رہنے کی تعلیمات کی روشنی میں جماعت احمدیہ کسی قسم کے احتجاج پر نہ تو یقین رکھتی ہے اور نہ ہی اس کی اجازت دیتی ہے۔ تاہم ہمارے ہاں صرف اللہ تعالیٰ کے حضور ہی ہر معاملہ پیش کرنے پر زور دیا جاتا ہے۔ دوسرا یہ کہ ادارہ الفضل آن لائن کی کسی ملک کے ذاتی یا سیاسی امور میں دخل اندازی یا تبصرہ کرنے کی پالیسی بھی نہیں ہے اس لیے اس کا ذکر کیے بغیر کہ اس واقعہ کے کیا سیاسی اثرات وہاں کی سیاست پر ظاہر ہوں گے۔ خاکسار یہاں صرف اور صرف حجاب اور پردہ پر اسلامی تعلیمات بیان کرے گا، یعنی اسلام نے عورت کو اس لحاظ سے کس طرح تحفظ فراہم کیا ہے اور عورت کے تقدس اور عزت میں کیا اضافہ ہوا ہے، پردے کی ضرورت، اہمیت اور افادیت کیا ہے؟ وغیرہ۔

خاکسار نے اس موضوع پر غور کا آغاز ہی کیا تھا کہ لفظ کتاب کو سامنے رکھ کر میرا ذہن اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنحضرت ﷺ کے ذریعہ مسلمانوں کو عطا ہونے والی عالمگیر کتاب ’’القرآن الحکیم‘‘ (جس کو اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن کی ابتداء میں ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيهِ کہہ کر پکارا ہے) اور اس حوالے سے یہ الفاظ یوں ہونے چاہئیں ’’پہلے کتاب پھر حجاب‘‘۔ یعنی پہلے قرآن کریم میں مذکور پردہ کے بیان میں اس کی اہمیت اور اس کے لوازمات کو سمجھیں کہ حجاب میں رہتے ہوئے اسلام کی کون کون سی تعلیم پر عمل کرنا ضروری ہے۔ ان تمام امور کو مدنظر رکھ کر حجاب کا استعمال کریں۔ کیونکہ پردہ میں غضِ بصر، شرم و حیاء اور قلب و ذہن کی پاکیزگی کی شرائط بیان ہوئی ہیں جو ظاہری حجاب کے بغیر بھی کی جانی ضروری ہیں۔

جہاں تک زیرِ نظر موضوع ’’پہلے حجاب پھر کتاب‘‘ کا تعلق ہے تو یہاں کتاب سے تدریس اور کالجوں، یونیورسٹیوں میں پڑھائی لکھائی مراد ہے۔ اور یہ لوگو (Logo) دنیا بھر کی مسلمان طالبات کا ہونا بھی چاہیے۔ مجھے یاد ہے کہ پاکستان میں ایک وقت تک جب احمدی بچی کسی کالج یا یونیورسٹی میں کوایجوکیشن (co-education) کے لیے داخلہ لینے کی خواہش رکھتی تو اُسے نظام جماعت سے اس شرط کے ساتھ اجازت لینی ہوتی تھی اور وہ حلف کی صورت میں یہ لکھ کر دیتی تھی کہ باپردہ یعنی حجاب میں رہ کر اپنی تعلیم مکمل کرے گی، اس کا کئی لحاظ سے احمدی طالبات کو فائدہ پہنچتا چلا آرہا ہے۔ اسی لئے آج بھی جماعت نے یہی طریق جاری رکھا ہوا ہے۔

قرآن کریم میں بیان فرمودہ اسلامی پردہ ایک مسلمان عورت کی شان، اس کی حفاظت اور تکریم ہے۔ گذشتہ دنوں ناروے سے ہماری ایک بہن روزنامہ الفضل کی مستقل قاری مسز نبیلہ فوزی رفیق نے الفضل میں اشاعت کے لئے ایک نوٹ بھجوایا تھا جو 23 فروری 2022ء کی اشاعت میں شامل ہوا ہے۔ اس میں وہ لکھتی ہیں کہ ایک مرتبہ مکرم مولانا عطاء المجیب راشد امام مسجد بیت الفضل لندن، بھارت کے دورہ پر تھے۔ جہاں امام صاحب سے ایک خاتون نے سوال کیا کہ اسلام میں عورت اپنے آپ کو لپیٹ کر کیوں رکھتی ہے؟ امام صاحب نے اس خاتون سے سوال کیا کہ کیا آپ کے پاس 50 روپے کا نوٹ ہے؟ خاتون کے اثبات کے جواب میں امام صاحب نے اس خاتون سے نوٹ دکھانے کی خواہش کا اظہار کیا۔ جس پر خاتون نے اپنا پرس کھولا جس میں بچوں کی چیزیں اور میک اپ کی اشیاء موجود تھیں۔ پرس کے اندر چھوٹی جیب کی زپ (zip) کو کھول کر خاتون نے ایک چھوٹا سا بٹوا نما پرس نکالا۔ اس کو کھول کر خاتون نے 50 روپے کا نوٹ ان کو دکھا دیا۔ امام صاحب اس خاتون کو مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ آپ کے پرس میں بہت سی اشیاء بکھری پڑی ہیں۔ اس نوٹ کو آپ نے تہہ در تہہ نہاں خانے میں چھپا کر رکھا ہے، معلوم ہے کیوں؟ کیونکہ یہ قیمتی ہے، اس کی حفاظت کے لئے آپ نے ایسا کیا ہے۔

ابھی امام صاحب نے یہاں تک ہی بیان کیا تھا کہ خاتون خود ہی گویا ہوئی کہ مجھے سمجھ آ گئی ہے۔ مکرم امام صاحب نے مزید سمجھاتے ہوئے فرمایا کہ ہمارے دین اسلام میں مسلمان عورت بھی ایک شرم و حیاء اور نزاکت کی وجہ سے قیمتی وجود ہے۔ جسے اپنے آپ کو دنیا کی آلودگیوں سے بچا کر حجاب میں رکھنے کا حکم ہے۔

مندرجہ بالا واقعہ جس کو خاکسار نے اپنے انداز اور الفاظ میں تحریر کیا ہے۔ جب پڑھ کر لطف اندوز ہو رہا تھا۔ تو فوراً میرا ذہن دنیا بھر میں پھیلی ایسی اشیاء کی طرف مائل ہوا جو کسی نا کسی غلاف میں لپٹی ہوئی ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے لیے حفاظت کا سامان مہیا کر رہا ہے۔ میرے ذہن میں دنیا میں موجود تازہ بتازہ پھلوں، سبزیوں اور ڈرائی فروٹس کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ایک ایک کر کے ظاہر ہونے لگیں کہ قریباً تمام ہی پھل اور سبزیاں چھلکوں یعنی غلاف میں لپٹی ہوتی ہیں۔ جو ایک طرف غلاف کے وجہ سے خوبصورت بھی لگ رہی ہوتی ہیں تو دوسری طرف اس کے اندر کے گُودے اور مغز کی حفاظت بھی ہو رہی ہوتی ہے۔ ورنہ اگر پھلوں کے اوپر چھلکے اور غلاف نہ ہوتے تو نہ تو یہ دھوپ کی حدّت یا موسم کی شدّت برداشت کرتے اور نہ چرند پرند اور جانوروں و دیگر حوادث سے محفوظ رہتے اور نہ ہی مختلف قسم کی آلودگیوں سے صاف رہ سکتے۔ اب مکئی کے سٹے کو ہی دیکھیں جس کی شکل و صورت صنفِ نازک سے ملتی جلتی ہے۔ اس کے اندر موجود دانے تہہ در تہہ پردوں میں چھپے ہوتے ہیں۔ سٹے کی حفاظت پر مامور چھلکا مکئی کے دانوں کی جہاں حفاظت کر رہا ہوتا ہے وہاں خوبصورت نظر آنے کے سامان بھی بہم پہنچا رہا ہوتا ہے۔

پس عورت کو بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے خاوند کی کھیتی قرار دیا ہے۔ جس کی حفاظت ضروری ہے۔ اور اُسے حجاب یا پردہ کرنے کا حکم ہے تا دوسرے انسان نما وحشیوں سے محفوظ بھی رہے اور اپنے گھر میں خوبصورت بھی لگے۔ حجاب اور پردہ کے حق میں رونما ہونے والے مندرجہ بالا زیر نظر واقعہ میں اس مسلمان طالبہ مسکان اور اس کی ساتھی اور اس کے ساتھ متفق طالبات کو اسلامی تعلیمات کو بلند کرنے کی جرأت پر سیلوٹ کرنے کو دل کرتا ہے بلکہ یونیورسٹی کی انتظامیہ کو بھی سلام! جس نے اس موقع پر اس بہادر طالبہ اور اس کی ساتھیوں کا ساتھ دیا۔

آج ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلمان بالخصوص احمدی مسلمان طالبات و خواتین حجاب کو ہر حال میں اپنائیں اور حرزِ جان بنائیں۔ راستے کی تمام رکاوٹوں کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات کو مدنظر رکھتے ہوئے حکمت عملی اور پیار و محبت سے عبور کرتی ہوئی اپنی ترقیات کی منازل طے کرتی چلی جائیں۔ کیونکہ اس مسکان کو دیکھ کر بعض ہندو خواتین نے بھی حجاب کرنا شروع کر دیا ہے۔ حجاب کے خلاف ایک ہوا بعض مغربی ممالک میں بھی چل نکلی ہے کہ کالجوں، یونیورسٹیوں میں حجاب کو غیر قانونی اور غیر ضروری قرار دیا جائے۔ جبکہ ان یورپین ممالک کا یہ طرہ امتیاز رہا ہے کہ یہاں ہر انسان کو اپنی اپنی تہذیب، اپنی اپنی روایات اور اپنے اپنے مذہب کے مطابق زندگی گزارنے کی اجازت ہے۔ ہماری احمدی مسلمان خواتین ان ممالک میں پردے اور حجاب کو رواج دیئے رکھیں گی تو وہ وقت بھی جلد آئے گا کہ ہماری باپردہ خواتین کو دیکھ کر دوسری خواتین بھی اپنے آپ کو پردہ میں رکھنے کی طرف مائل ہوں گی۔ کیونکہ میں نے یورپ میں مشاہدہ کیا ہے کہ پارکوں و پبلک جگہوں اور سیر گاہوں میں ہماری باپردہ خواتین کو دیکھ کر یہاں کے مقامی معاشرے میں بسنے والی بعض دوسری خواتین اپنے آپ کو یا اپنے لباس کو سنبھالنا شروع کر دیتی ہیں۔ یہ ایک پہلا step ہے جو دوسروں پر اثر انداز ہونے کا ہے، یا یوں کہنا زیادہ بہتر ہے کہ یہ بارش کے وہ پہلے قطرے ہیں جو آئندہ ایک موسلادھار بارش میں بدلیں گے اور یہاں کے علاقوں کو سیراب کر دیں گے، ان شاء اللہ۔

آیئے! اب کچھ ارشادات سے لطف اندوز ہوتے ہیں جو ہمارے پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ نے احمدی خواتین کو مخاطب ہو کر فرمائے ہیں:

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ، لجنہ اماء اللہ بھارت کے سالانہ اجتماع 2019ء میں بھجوائے گئے پیغام میں فرماتے ہیں:

’’آپ احمدی ہیں اور احمدی کا کردار ایسا ہونا چاہئے جو ایک نرالا اور انوکھا کردار ہو۔ پتہ لگے کہ یہ احمدی بچی ہے۔

اسلام ہر مسلمان مرد اور عورت کو تعلیم حاصل کرنے کا حکم دیتا ہے۔ کالجوں اور یونیورسٹیوں کی احمدی طالبات اپنی تعلیم پر توجہ دیں۔ لڑکیاں صرف لڑکیوں سے دوستی کریں۔ تبلیغی رابطہ بھی صرف عورتوں سے ہونا چاہئے... پس ہر احمدی عورت کو اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنا چاہیے۔ اپنا تقدس

قائم رکھنا چاہیے اور یہ احساس ہونا چاہیے کہ ہم احمدی ہیں اور دوسروں سے فرق ہے۔ یاد رکھیں کہ آج کی بچیاں کل کی مائیں ہیں۔ اگر ان بچیوں کو اپنی ذمہ داری کا احساس پیدا ہو گیا تو احمدیت کی آئندہ نسلیں بھی محفوظ ہوتی چلی جائیں گی۔"

عجیب اور اہم نکتہ

میرا یہ طریق ہے کہ میں کوئی مضمون یا اداریہ لکھتے وقت ڈکشنریز ضرور ساتھ رکھتا ہوں تاکہ بوقت ضرورت consult کی جاسکے۔ اس مضمون کو لکھتے وقت خاکسار نے جب لفظ "پردہ" کو لغت کے آئینہ میں دیکھا تو ایک بہت عجیب اور اہم نکتہ بھی سامنے آیا۔ اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض اہم اور ساخت کے لحاظ سے نازک اعضاء کی حفاظت کے لیے ان کو جھلیوں میں لپیٹ رکھا ہے۔ جیسے کان کے اندر کی جھلی جو کان کے پردہ میں موجود ہوتی ہے۔ آنکھ کے آئی بال (Eye Ball) کی حفاظت کے لئے پتلی یا جھلّی۔ پیٹ کی جھلّی (اگر قربانی کی عید پر بکروں کو ذبح ہوتے دیکھیں۔ ان کے پیٹ یعنی اوجھڑی ایک جھلی میں لپٹی ہوئی نظر آتی ہے) عورت کے رحم کی جھلّی جو پردہ بکارت کہلاتی ہے اور کنوارپن کی نشانی ہوتی ہے۔ اسی طرح دل کو بھی نہاں در نہاں خانوں میں تخلیق کر کے اس کی حفاظت کی گئی ہے، نیز جسم کے دیگر اندرونی اعضاء کو بھی مختلف غلافوں میں لپیٹ کر قدرت نے ان کی حفاظت کو یقینی بنایا ہے۔

حجاب لفظ کے تحت بھی جسم کی بعض جھلیوں کا ذکر ملتا ہے جیسے حجاب حاجز ایک ایسی جھلّی جو معدے کو تنفس کی نالی سے جدا کرتی ہے۔ اسے پردہ شکم بھی بولتے ہیں۔ یہ وہی پردہ معلوم ہوتا ہے جس کا ذکر اوپر گزر چکا ہے۔ پھر دل اور گردے کے ارد گرد کی جھلّی جو ان اعضاء کو مختلف حوادث اور انسانی جسم کی تبدیلیوں سے محفوظ بناتی ہے۔

جہاں تک اسلامی پردہ کا تعلق ہے۔ اس سے مراد، مرد اور عورت دونوں کو غض بصر اور اپنی شرم و حیاء کی حفاظت کرنے کی تلقین ملتی ہے اور عورتوں کو چہرے کا پردہ کرنے اور اپنی اوڑھنیوں کو اپنے سینے پر سے گزارنے کا حکم ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

بدنظری شیطان کے زہر آلود تیروں میں سے ایک زہریلا تیر ہے، جو شخص اس کو میرے خوف کی وجہ سے چھوڑ دے میں اس کو ایک ایسی ایمانی قوت دوں گا جس کی شیرینی وہ اپنے دل میں پائے گا۔

(الترغیب و الترھیب جلد 3 صفحہ 153)

• حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"مومن کو نہیں چاہئے کہ دریدہ دہن بنے یا بے محابا اپنی آنکھ کو ہر طرف اُٹھائے پھرے بلکہ يَغُضُّوا مِنۡ اَبۡصَارِهِمۡ (النور:31) پر عمل کر کے نظر کو نیچی رکھنا چاہیے اور بدنظری کے اسباب سے بچنا چاہیے۔"

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 53)

• پھر فرمایا:

"یورپ کی طرح بے پردگی پر بھی لوگ زور دے رہے ہیں۔ لیکن یہ ہرگز مناسب نہیں۔ یہی عورتوں کی آزادی فسق و فجور کی جڑ ہے۔ جن ممالک نے اس قسم کی آزادی کو روا رکھا ہے ذرا اُن کی اخلاقی حالت کا اندازہ کرو۔ اگر اس کی آزادی اور بے پردگی سے اُن کی عِفّت اور پاک دامنی بڑھ گئی ہے تو ہم مان لیں گے کہ ہم غلطی پر ہیں۔ لیکن یہ بات بہت ہی صاف ہے کہ جب مرد اور عورت جوان ہوں اور آزادی اور بے پردگی بھی ہو تو اُن کے تعلقات کس قدر خطرناک ہوں گے۔ بدنظر ڈالنی اور نفس کے جذبات سے اکثر مغلوب ہو جانا انسان کا خاصہ ہے۔ پھر جس حالت میں کہ پردہ میں بے اعتدالیاں ہوتی ہیں اور فسق و فجور کے مرتکب ہو جاتے ہیں تو آزادی میں کیا کچھ نہ ہوگا۔"

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 104)

• حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"...اگر کسی حسین پر پہلی نظر پڑ جائے تو تم دوبارہ اس پر ہرگز نظر نہ ڈالو اس سے تمہارے قلب میں ایک نور پیدا ہو گا۔"

(حقائق الفرقان جلد3 صفحہ 213)

• حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"جو چیز منع ہے وہ یہ ہے کہ عورت کھلے مُنّہ پھرے اور مردوں سے اختلاط کرے ہاں اگر وہ گھونگھٹ نکال لے اور آنکھوں سے راستہ وغیرہ دیکھے تو یہ جائز ہے۔ لیکن مُنّہ سے کپڑا اُٹھا دینا یا مکسڈ پارٹیوں میں جانا جبکہ اِدھر بھی مرد بیٹھے ہوں اور اُدھر بھی مرد بیٹھے ہوں اور اُن کا مردوں سے بے تکلّفی کے ساتھ غیر ضروری باتیں کرنا یہ ناجائز ہے۔"

(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 304)

• پھر فرمایا:

"پردہ چھوڑنے والا قرآن کی ہتک کرتا ہے۔ ایسے انسان سے ہمارا کیا تعلق۔ وہ ہمارا دشمن ہے اور ہم اس کے دشمن اور ہماری جماعت کے مردوں اور عورتوں کا فرض ہے کہ وہ ایسے احمدی مردوں اور ایسی احمدی عورتوں سے تعلق نہ رکھیں۔"

(الفضل 27 جون 1958ء)

• حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"پردہ کا حکم عورتوں کو بُرے لوگوں کے شر سے بچانے کے لیے دیا گیا ہے۔ اس کا مقصد ان کے لیے تنگی نہیں بلکہ آسانی پیدا کرنا ہے۔ قرآن تو عورتوں کو دوسروں کے شر سے بچانا چاہتا ہے۔"

(کتاب دورہ مغرب 1980ء صفحہ 51)

• حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قرآن کریم نے اسی پہلو سے اس پردے کے مضمون کو کھولا ہے کہ تم اپنے آپ کو سنبھال کر رکھو، اپنی عزت کا خیال کرو، ہم نہیں چاہتے کہ تمہیں غیروں سے گزند پہنچے، ہم نہیں چاہتے کہ تم سوسائٹی میں عیش وعشرت کے کھلونے بن جاؤ، تمہاری عزت اور وقار کی خاطر ہم تمہیں پردے کی تعلیم دیتے ہیں۔

(مستورات سے خطاب 28 جولائی 1995ء)

• حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"پردہ ایک اسلامی حکم بھی ہے اور ایک احمدی عورت اور نوجوان لڑکی کی شان بھی اور اس کا تقدس بھی ہے اور کیونکہ احمدی عورت کا تقدس بھی اس سے قائم ہے۔ اس کو قائم رکھنا ضروری ہے۔"

(خطاب بر موقع اجتماع لجنہ اماء اللہ یوکے 19 نومبر 2006ء)

اپنے اس آرٹیکل کو ایک ایسے واقعہ پر اختتام کرنا چاہتا ہوں جو پردہ کی اصل روح کو واضح کرتا اور ہمیں حجاب کو رواج دینے کے حوالے سے راستہ دکھاتا ہے۔ یہ واقعہ کچھ اس طرح ہے کہ ایک نابینا صحابی حضرت ابن ام مکتومؓ دربار رسولؐ میں حاضر ہوئے۔ جہاں دو ازواج مطہراتؓ بھی موجود تھیں۔ جن کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن ام مکتومؓ سے پردہ کرنے کا حکم فرمایا۔ ایک زوجہ مطہرہ نے عرض کیا کہ حضورؐ! وہ تو نابینا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: تم تو نابینا نہیں۔

(مشکوٰۃ المصابیح کتاب النکاح)

پس آج ہمیں پردہ کی ایسی روح کو اپنا کر آگے بڑھنا ہے جو ہمارے سامنے آنحضرت ﷺ کے اس فرمان میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب مرد و خواتین کو غض بصر سے کام لیتے ہوئے اسلامی پردہ کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

(ابو سعید)

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

کی شرط بھی نہیں ہے۔ تو سب سے پہلے تو قرآن کریم کا علم حاصل کرنے کے لئے، دینی علم حاصل کرنے کے لئے ہمیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو بے بہا خزانے مہیا فرمائے ہیں ان کو دیکھنا ہوگا۔ ان کی طرف رجوع کریں، ان کو پڑھیں کیونکہ آپ نے ہمیں ہماری سوچوں کے لئے راستے دکھا دیئے ہیں۔ ان پر چل کر ہم دینی علم میں اور قرآن کے علم میں ترقی کر سکتے ہیں اور پھر اسی قرآنی علم سے دنیاوی علم اور تحقیق کے بھی راستے کھل جاتے ہیں۔ اس لئے جماعت کے اندر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب پڑھنے کا شوق اور اس سے فائدہ اٹھانے کا شوق نوجوانوں میں بھی اپنی دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ ہونا چاہئے۔ بلکہ جو تحقیق کرنے والے ہیں، بہت سارے طالب علم مختلف موضوعات پر ریسرچ کر رہے ہوتے ہیں، وہ جب اپنے دنیاوی علم کو اس دینی علم اور قرآن کریم کے علم کے ساتھ ملائیں گے تو نئے راستے بھی متعین ہوں گے، ان کو مختلف نہج پر کام کرنے کے مواقع بھی میسر آئیں گے جو اُن کے دنیادار پروفیسر ان کو شاید نہ سکھا سکیں۔ اسی طرح جیسا کہ میں نے پہلے کہا کہ بڑی عمر کے لوگوں کو بھی یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ عمر بڑی ہو گئی اب ہم علم حاصل نہیں کر سکتے۔ ان کو بھی اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب پڑھیں اس بارے میں پہلے بھی میں کہہ چکا ہوں یہ سوچ کر نہ بیٹھ جائیں کہ اب ہمیں کس طرح علم حاصل ہوسکتا ہے۔ اب ہم کس طرح اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ نے تو لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دعا جو سکھائی گئی، جب یہ آیت اتری آپ کی عمر پچپن، چھپّن سال کی تھی۔ تو کہتے ہیں کہ یہ اس لئے ہے کہ مومنوں کو اس طرف توجہ کرنی چاہئے کہ ہمارے لئے بھی ہے۔ کسی بھی عمر میں علم حاصل کرنے سے غافل نہیں ہونا چاہئے اور مایوس نہیں ہونا چاہئے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 18 جون 2004)

خلاصہ خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 25/مارچ 2022ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے

☆...جماعت پر ابتلا آئے لیکن خدا نے ان سب فتنوں کو مٹانے کے سامان پیدا کر دیے اور وہ فتنے بجائے جماعت کو تباہ کرنے کے اس کی ترقی اور عزت کا موجب بن گئے

☆... ہمارے زمانے میں تمام عزت خدا نے ہمارے سے وابستہ کر دی ہے۔ اب عزت پانے والے یا ہمارے مرید ہوں گے یا ہمارے مخالف

☆... کردی زبان میں جماعت کی پہلی ویب سائٹ کے اجرا کا اعلان

☆...دنیا کے حالات کے بارے میں دعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ دنیا کو تباہی سے بچائے اور انسانوں کو عقل دے اور یہ اپنے پیدا کرنے والے کو پہچاننے والے ہوں

یوم مسیح موعود کی مناسبت سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت مبارکہ کی بابت حضرت مصلح موعودؓ کے بیان فرمودہ بعض واقعات کا دلنشین تذکرہ

امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 25/مارچ 2022ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی وژن احمدیہ کے توسّط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔ جمعہ کی اذان دینے کی سعادت صہیب احمد صاحب کے حصے میں آئی۔

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

دو دن پہلے 23/مارچ کا دن تھا۔ یہ دن جماعت میں یومِ مسیح موعود کے طور پر منایا جاتا ہے۔ اس دن حضرت مسیح موعودؑ نے پہلی بیعت لی تھی۔ اس دن جلسے بھی منعقد کیے جاتے ہیں جن میں آپؑ کے دعوے، آپؑ کی آمد کی ضرورت، پیش گوئیاں اور آپؑ کی سیرت کے مختلف پہلو بیان کیے جاتے ہیں۔ زمانے کے لحاظ سے اپنی بعثت کا ذکر کرتے ہوئے حضورؑ ایک موقعے پر فرماتے ہیں کہاس زمانے میں خدا تعالیٰ نے بڑا فضل کیا ہے اور اپنے دین یعنی دینِ اسلام اور حضرت نبی کریم ﷺ کی تائید میں غیرت دکھا کر ایک انسان کو جو تم میں بول رہا ہے بھیجا تا کہ وہ اس روشنی کی طرف لوگوں کو بلائے...تم دیکھتے ہو کہ ہر طرف یمین و یسار اسلام ہی کو معدوم کرنے کی فکر میں جملہ اقوام لگی ہوئی ہیں...اگر اللہ تعالیٰ کا جوش غیرت میں نہ ہوتا اور اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ اس کا وعدہ نہ ہوتا تو یقیناً سمجھ لو کہ اسلام آج دنیا سے اٹھ جاتا اور اس کا نام و نشان تک مٹ جاتا۔ مگر نہیں ایسا نہیں ہوسکتا۔ خدا تعالیٰ کا پوشیدہ ہاتھ اس کی حفاظت کر رہا ہے۔

آپؑ نے اپنے دعوے کے بعد بتایا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت آپؑ کے ساتھ ہے۔ اس وقت مَیں حضرت مصلح موعودؓ کی بیان فرمودہ بعض باتیں بیان کروں گا جو آپ نے براہِ راست دیکھی یا سنی ہیں۔ یہ واقعات جہاں حضرت مسیح موعودؑ کی سچائی بیان کرتے ہیں وہاں ہمیں اپنی اصلاح اور ایمان میں مضبوطی کی طرف بھی توجہ دلاتے ہیں۔

انبیاء کے مخالفین کا ہمیشہ یہ شیوہ رہا ہے کہ وہ انبیاء کے متعلق یہی کہتے ہیں کہ جو بھی علم و عرفان کی باتیں یہ بیان کرتے ہیں کوئی دوسرا انہیں سکھاتا ہے۔ حتیٰ کہ آنحضرت ﷺ پر بھی قرآن کریم کے بارے میں نعوذ باللہ یہ اعتراض کیا گیا۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ مخالف اخبارات یہ بھی لکھتے رہتے ہیں کہ کوئی مولوی چراغ علی صاحب حیدرآبادی تھے جو حضرت مسیح موعودؑ کو یہ مضامین لکھ کر بھیجا کرتے تھے۔ جو آپ براہینِ احمدیہ میں شائع کر دیتے تھے۔ یہ سمجھ نہیں آتا کہ مولوی چراغ علی صاحب کو کیا ہوگیا کہ جو اچھا نکتہ سوجھتا ہے وہ حضرت مسیح موعودؑ کو لکھ کر بھیج دیتے اور ادھر ادھر کی معمولی باتیں اپنے پاس رکھتے۔ اوّل تو انہیں ضرورت ہی کیا تھی کہ وہ حضرت مسیح موعودؑ کو مضمون لکھ لکھ کر بھیجتے اور اگر بھیجتے تو عمدہ چیز اپنے پاس رکھتے اور معمولی چیز دوسرے کو دے دیتے۔

مخالفین کے شور اور مخالفت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت مسیح موعودؑ نے دعویٰ کیا اس وقت آپؑ اور آپؑ کے ماننے والوں کی حالت بظاہر بہت کمزور تھی، طرح طرح سے مولوی لوگوں کو جوش دلاتے تھے۔

پھر مخالفت پر حضرت مسیح موعودؑ کا ردِّ عمل کیا ہوتا اس بارے میں حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ مَیں نے حضرت مسیح موعودؑ سے کئی دفعہ سنا ہے کہ لوگ گالیاں دیتے ہیں تب بھی برا معلوم ہوتا ہے کہ یہ کیوں اپنی عاقبت خراب کر رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ پنجابی کی ایک ضرب المثل بیان کرتے تھے کہ ''اونٹ اڑاندے ای لدے جاندے نے'' یعنی اونٹ گو چیختا رہتا ہے مگر مالک اس پر ہاتھ پھیر کے اسباب لاد ہی دیتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے یہ نصیحت فرمائی کہ لوگ خواہ کچھ کہیں تم نرمی اور محبت سے پیش آتے رہو۔ جب حضرت مسیح موعودؑ نے دعویٰ کیا تو آپؑ کے ماننے والے صرف چند آدمی تھے، آتھم کے ساتھ آپؑ کا مقابلہ ہوا تو لوگوں پر ایک ابتلا آیا۔ لیکھرام سے مقابلہ ہوا تو ہندوؤں میں آپؑ کے خلاف ایک جوش پیدا ہوگیا۔ مولوی محمد حسین بٹالوی کے فتووں اور ڈاکٹر عبدالحکیم کے ارتداد کے وقت جماعت پر ابتلا آئے۔ لیکن خدا نے ان سب فتنوں کو مٹانے کے سامان پیدا کر دیے اور وہ فتنے بجائے جماعت کو تباہ کرنے کے اس کی ترقی اور عزت کا موجب بن گئے۔

مخالفت کے متعلق ایک اور تقریر میں حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا جب کوئی شخص مخالفت کی باتیں سنتا ہے تو وہ پھر کریدتا ہے کہ اچھا یہ ایسے گندے لوگ ہیں ذرا مَیں بھی تو جاکے دیکھوں۔ جب وہ دیکھتا ہے تو حیران ہو جاتا ہے کہ جو باتیں مجھے بتائی گئی تھیں وہ تو بالکل اور تھیں اور جو یہ باتیں کہتے ہیں وہ بالکل اور ہیں تو وہ ہدایت کو تسلیم کر لیتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی مجلس میں ایک دفعہ رام پور سے ایک صاحب آئے اور انہوں نے بتایا کہ مجھے آپؑ کی بیعت کی تحریک مولوی ثناء اللہ صاحب نے کی ہے۔ مَیں نے ان کی کتابوں میں آپؑ کی مخالفت پڑھی اور حوالے دیکھنے کے لیے آپؑ کی کتابیں دیکھیں تو مجھے معلوم ہوا کہ رسول کریم ﷺ کی عزت اور شان جو آپؑ بیان کرتے ہیں وہ ان لوگوں کے دلوں میں ہے ہی نہیں۔

انبیاء سختی کیوں کرتے ہیں؟ اس بارے میں حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ انبیاء کی سختی اپنی ذات کے لیے نہیں ہوتی بلکہ اللہ تعالیٰ کے مقام کو قائم کرنے کے لیے سختی اور غیرت دکھاتے ہیں۔ اپنی ذات کے لیے تو بالکل عاجزی ہوتی ہے۔ ایک دفعہ لاہور کی ایک گلی میں کسی نے آپؑ کو دھکا دیا اور آپؑ گر گئے۔ حضورؑ کے ساتھی جوش میں آگئے اور قریب تھا کہ اس شخص کو مارتے لیکن آپؑ نے فرمایا: اس نے اپنے جوش میں سچائی کی حمایت میں ایسا کیا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ ہمارے زمانے میں تمام عزت خدا نے ہمارے سے وابستہ کر دی ہے۔ اب عزت پانے والے یا ہمارے مرید ہوں گے یا ہمارے مخالف۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کو دیکھ لو وہ کوئی بڑے مولوی نہیں ان جیسے ہزاروں مولوی پنجاب اور ہندوستان میں پائے جاتے ہیں، ان کو اگر کوئی اعزاز حاصل ہے تو ہماری مخالفت کی وجہ سے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ آج بھی ہم یہی دیکھتے ہیں کہ اگر مولویوں کی روٹی چل رہی ہے یا کرسی ملی ہوئی ہے تو احمدیت کی مخالفت کی وجہ سے۔ اب تو سیاست دان بھی احمدیت کی مخالفت کی وجہ سے اپنی سیاست چمکانے کی کوشش کرتے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف سازشیں بھی ہوئیں، قتل کے مقدمات تک دائر کیے گئے۔ اقدامِ قتل کے مقدمے میں مولوی محمد حسین بٹالوی حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف عدالت میں گواہی دینے آیا۔ عدالت میں مولوی محمد حسین بٹالوی کو بڑی سبکی اٹھانی پڑی۔ عیسائیوں کے ساتھ حضورؑ کا ایک مباحثہ ہوا جو جنگِ مقدس کے نام سے مشہور ہے۔ اس میں عیسائیوں نے لولے، لنگڑے، اندھے اور بہرے بہت سے افراد اچانک پیش کر دیے اور کہا کہ حضرت مسیح ناصریؑ تو انہیں شفا دیا کرتے تھے۔ آپ ان کے مثیل ہونے کے دعوے دار ہیں تو آپ بھی انہیں ٹھیک کیجیے۔ حضورؑ نے بنا کسی گھبراہٹ یا بے چینی کے فرمایا کہ اسلامی تعلیم کے مطابق وہ اس قسم کے اندھے بہروں کو ٹھیک نہیں کیا کرتے تھے، مَیں وہ معجزے دکھا سکتا ہوں جو ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے دکھائے۔ باقی رہے اس قسم کے معجزے سو آپ کی کتاب نے بتا دیا ہے کہ ہر وہ عیسائی جس میں رائی کے برابر بھی ایمان ہو ویسے ہی معجزے دکھا سکتا ہے جیسے حضرت مسیح ناصری نے دکھائے۔ اب یہ اندھے بہرے لنگڑے لولے موجود ہیں اگر آپ میں ایک رائی کے برابر بھی ایمان موجود ہے تو انہیں اچھا کیجیے۔

ایک شخص حضورؑ کے پاس آیا اور خود کو آپؑ کا بڑا مداح ظاہر کیا اور مولویوں سے مختلف عقائد منوانے کے لیے اپنی دانست میں مختلف مشورے دینے لگا حضورؑ نے اس کی گفتگو سن کر فرمایا کہ اگر میرا دعویٰ انسانی چال ہوتا تو مَیں بے شک ایسا ہی کرتا مگر یہ خدا کے حکم سے تھا۔ خدا نے جس طرح سمجھایا مَیں نے اسی طرح کیا۔

گجرات کا ایک مخالف مولوی لوگوں کو کہا کرتا کہ جب تک چاند اور سورج گرہن کا نشان پورا نہ ہو ان کے دعوے کو ہرگز سچا نہ سمجھنا۔ جب یہ نشان پورا ہوا تو وہ مولوی اپنے مکان کی چھت پر ٹہلتا ہوا یہی کہتا جا رہا تھا کہ ''ہن لوگ گمراہ ہون گے۔ ہن لوگ گمراہ ہون گے''۔

حضورِ انور نے حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت اور خدا تعالیٰ کی طرف سے شاملِ حال تائید و نصرت کے بعض دیگر ایمان افروز واقعات بیان کرنے کے بعد حضورؑ کا ایک اقتباس پیش فرمایا۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ کذاب کی ہلاکت کے واسطے اس کا کذب ہی کافی ہے لیکن جو کام اللہ تعالیٰ کے جلال اور اس کے رسول کی برکات کے اظہار اور ثبوت کے لیے ہو اور خود اللہ تعالیٰ کے اپنے ہی ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہو اس کی حفاظت خود فرشتے کرتے ہیں۔ یاد رکھو میرا سلسلہ اگر نری دکان داری ہے جیسا کہ انہوں نے کہا تو اس کا نام و نشان مٹ جائے گا لیکن اگر خدا کی طرف سے ہے اور یقیناً اسی کی طرف سے ہے تو خواہ ساری دنیا اس کی مخالفت کرے یہ بڑھے گا اور پھیلے گا اور فرشتے اس کی حفاظت کریں گے۔

خطبے کے آخر میں حضورِ انور نے کردی زبان کی ویب سائٹ https://www.ahmadiyya-islam.org/krd کے اجرا کا اعلان فرمایا۔ اس ویب سائٹ کے ذریعے کردش زبان جاننے والے قارئین پہلی بار احمدیہ جماعت کے عقائد کو اپنی زبان میں پڑھ سکیں گے۔

آخر میں حضورِ انور نے فرمایا کہ دنیا کے حالات کے بارے میں دعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ دنیا کو تباہی سے بچائے اور انسانوں کو عقل دے اور یہ اپنے پیدا کرنے والے کو پہچاننے والے ہوں۔

☆...☆...☆ (بشکریہ الفضل انٹرنیشنل)

خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 04؍مارچ 2022ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے

بلا شبہ اللہ تعالیٰ نے تم میں وہ چیز چھوڑی ہے جس سے اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت دی اور اگر تم نے اسے مضبوطی سے تھامے رکھا تو اللہ تعالیٰ تمہیں بھی ہدایت دے گا جیسا کہ اس نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت دی (حضرت عمرؓ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم المرتبت خلیفۂ راشد صدیقِ اکبر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمالات اور مناقبِ عالیہ

دنیا کے فکر انگیز حالات اور ایٹمی جنگ کے خدشہ کے پیشِ نظر درود شریف پڑھنے، استغفار کرنے اور دعائیں کرنے کی تحریک

مکرم ابوالفرج الحصنی صاحب آف شام کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب

أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۵﴾

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ منتخب ہونے کے بارے میں

جو بحث چل رہی تھی اس بارے میں تاریخ طبری میں لکھا ہے کہ اس موقع پر حضرت حُباب بن مُنْذِرؓ کھڑے ہوئے اور کہا کہ اے گروہِ انصار! تم اس معاملہ کا اختیار اپنے ہاتھ میں رکھو کیونکہ یہ لوگ اس وقت تمہارے زیرِ سایہ ہیں یعنی مہاجرین۔ کسی کو تمہاری مخالفت کی جرأت نہ ہو گی اور لوگ تمہاری رائے کے خلاف نہیں جائیں گے۔ تم عزت والے، دولت والے، کثرتِ تعداد والے اور طاقت و شوکت والے، تجربہ کار، جنگجو، دلیر اور بہادر ہو۔ لوگ تمہاری طرف دیکھ رہے ہیں کہ تم کیا کرتے ہو۔ اب اختلاف نہ کرو ورنہ تمہاری رائے تم میں فساد پیدا کر دے گی اور تمہارا معاملہ تم پر ہی الٹ جائے گا۔ پس اگر یہ لوگ اس بات کا انکار کریں یعنی مہاجرینِ قریش اس بات کا انکار کریں جو تم نے ابھی سنی ہے تو ایک امیر ہم میں سے ہو گا اور ایک امیر اِن میں سے۔ اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا: یہ ناممکن ہے۔ دو تلواریں ایک نیام میں جمع نہیں ہوسکتیں۔ اللہ کی قسم! عرب ہرگز اس بات کو نہیں مانیں گے کہ وہ تمہیں امیر بنا دیں جبکہ ان کے نبی تمہارے علاوہ دوسرے قبیلے کے ہوں۔ ہاں البتہ عربوں کو یہ بات تسلیم کرنے میں کوئی روک نہیں ہو گی کہ ان کا معاملہ ان کے سپرد کر دیں جن میں نبوت تھی اور اسی میں سے ان کے امیر ہونے چاہئیں اور اس شکل میں اگر عربوں میں سے کوئی اس کی امارت ماننے سے انکار کرے گا تو اس کے مقابلے میں ہمارے پاس کھلی ہوئی دلیل اور کھلا ہوا حق ہو گا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت اور امارت کے بارے میں کون ہماری مخالفت کرے گا؟ ہم ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست اور خاندان والے ہیں۔ سوائے احمق کے یا گناہ گار یا خود کو ہلاکت میں ڈالنے والے کے وہی اس تجویز کی مخالفت کرے گا اور کوئی نہیں کرسکتا۔ حُباب بن منذرؓ نے کہا اے گروہِ انصار! تم اس معاملہ کا خود تصفیہ کرو اور ہرگز اس شخص کی اور اس کے ہمراہیوں کی بات نہ ماننا۔ یہ تمہارا حصہ بھی ہضم کرنا چاہتے ہیں اور اگر یہ لوگ ہماری تجویز نہ مانیں تو ان سب کو اپنے علاقوں سے نکال دو اور تمام امور کی باگ اپنے ہاتھ میں لے لو کیونکہ بخدا تم اس امارت کے سب سے زیادہ مستحق اور اہل ہو۔ تمہاری تلواروں نے تمام لوگوں کو اس دین کا مطیع بنایا ہے جو کبھی مطیع ہونے والے نہ تھے۔ میں اس تمام کارروائی کے تصفیہ کی ذمہ داری اپنے سر لیتا ہوں کیونکہ میں اس کا پورا تجربہ رکھتا ہوں اور اس کا اہل ہوں۔ بخدا! اگر تم چاہو تو میں کانٹ چھانٹ کر اس کا فیصلہ کر لیتا ہوں۔ حضرت عمرؓ نے کہا اگر ایسا کرو گے تو اللہ تم کو ہلاک کر دے گا۔ انہوں نے یعنی حُباب نے کہا کہ بلکہ تم مارے جاؤ گے۔ حضرت ابو عُبَیدہؓ نے اس موقع پر کہا کہ اے گروہِ انصار! تم وہ ہو جنہوں نے سب سے پہلے دین کی حمایت اور نصرت کی۔ اب یہ نہ ہونا چاہیے کہ سب سے اول تم ہی اس میں تغیر و تبدّل کرو۔ اس پر بشیر بن سعد نے کہا: اے گروہِ انصار! مشرکین سے جہاد اور دین اسلام کی ابتدا میں خدمت کی جو سعادت ہمیں حاصل ہوئی اس سے ہمارا مقصد صرف اپنے پروردگار کی رضامندی اور اپنے نبیؐ کی اطاعت تھی۔ ہمارے لیے یہ مناسب نہیں کہ دوسروں پر اپنی برتری جتائیں اور ہم اس کے ذریعہ سے دنیا سے کوئی فائدہ نہیں چاہتے۔ ہم پر اس معاملے میں اللہ تعالیٰ کا ہی احسان ہے۔ سن لو

بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم قریش میں سے تھے لہٰذا ان کی قوم اس امارت کی زیادہ مستحق اور اہل ہے

اور میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان سے اس معاملہ میں کبھی تنازعہ نہیں کروں گا۔ اللہ سے ڈرو ان کی مخالفت نہ کرو اور نہ اس معاملے میں ان سے تنازعہ کرو۔

(تاریخ الطبری جلد۲ صفحہ ۲۴۳ دار الکتب العلمیة بیروت، لبنان ۱۹۸۷ء)

بہرحال حضرت عمرؓ نے جو تقریر کی وہ روایت دوسری جگہ سنن کبریٰ للنسائی میں اس طرح ہے کہ سَقِیفہ بنوساعِدہ میں جب انصار نے کہا کہ ایک امیر ہم میں سے ہو گا اور ایک تم میں سے اس پر حضرت عمرؓ نے کہا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ ایک میان میں دو تلواریں تو نہیں ہوسکتیں۔ اس طرح وہ ٹھیک نہیں رہیں گی نیز انہوں نے، حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ کا ہاتھ پکڑا اور عرض کیا: یہ تین خوبیاں کس کی ہیں۔ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا (التوبۃ:40) یعنی جب وہ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا کہ غم نہ کر۔ یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ اس کا ساتھی کون تھا؟ پھر کہا کہ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ (التوبۃ: 40) یعنی جب وہ دونوں غار میں تھے۔ وہ دونوں کون تھے؟ پھر انہوں نے، حضرت عمرؓ نے کہا کہ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا۔ یعنی غم نہ کر۔ یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکرؓ کے علاوہ کس کے ساتھ تھے یا کس کا ساتھ ہے۔ یہ کہہ کر حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کر لی اور پھر لوگوں سے کہا تم بھی بیعت کر لو۔ چنانچہ لوگوں نے بیعت کر لی۔

(سنن الکبریٰ للنسائی کتاب وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیث نمبر ۷۱۱۹، جلد ۴ صفحہ ۲۶۴۔ دار الکتب العلمیة بیروت ۱۹۹۱ء)

حضرت عمرؓ کے بعد حضرت ابو عُبَیدہ بن جَرَّاحؓ اور حضرت بشیر بن سعدؓ نے بیعت کی اور اس طرح تمام انصار نے بھی حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کی۔

(ماخوذ از الکامل فی التاریخ جلد۲ صفحہ ۱۹۳ دار الکتب العلمیة بیروت ۲۰۰۳ء)

(ماخوذ السیرة الحلبیة جلد۳ صفحہ ۵۰۶ دار الکتب العلمیة بیروت ۲۰۰۲ء)

یہ بیعت اسلامی لٹریچر میں

بیعت سَقِیفہ اور بیعت خاصہ

کے نام سے بھی مشہور ہے۔

(تاریخ الخلفاء الراشدین صفحہ ۲۲، ۳۶۷ دار النفائس بیروت ۲۰۱۱ء)

بعض روایات میں یہ ذکر ملتا ہے کہ حضرت سعد بن عبادہؓ نے حضرت ابوبکرؓ کی بیعت نہیں کی تھی جبکہ بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے بھی باقی انصار کے ساتھ بیعت کر لی تھی۔ چنانچہ تاریخ طبری میں لکھا ہے کہ ساری قوم نے باری باری حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کی اور حضرت سعدؓ نے بھی بیعت کی۔

(تاریخ طبری جلد۳ صفحہ ۲۶۶، سنہ احدی عشرة ذکر الخبر عما جری بین المهاجرین والانصار... دار الفکر بیروت ۲۰۰۲ء)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ”دیکھ لو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت ہوئی اور پھر کیسی شاندار ہوئی۔ آپؐ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر خلیفہ ہوئے۔ اس وقت انصار نے چاہا کہ ایک خلیفہ ہم میں سے ہو اور ایک خلیفہ مہاجرین میں سے ہو۔ یہ سنتے ہی حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور بعض اَور صحابہ فوراً اس جگہ تشریف لے گئے جہاں انصار جمع تھے اور آپ نے انہیں بتایا کہ دیکھو! دو خلیفوں والی بات غلط ہے۔ تفرقہ سے اسلام ترقی نہیں کرے گا۔ خلیفہ بہرحال ایک ہی ہوگا۔ اگر تم تفرقہ کرو گے تو تمہارا شیرازہ بکھر جائے گا، تمہاری عزتیں ختم ہو جائیں گی اور عرب تمہیں تکا بوٹی کر ڈالیں گے۔ تم یہ بات نہ کرو۔ بعض انصار نے آپؓ کے مقابل پر دلائل پیش کرنے شروع کئے۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں: مَیں نے خیال کیا کہ حضرت ابوبکرؓ کو تو بولنا نہیں آتا مَیں انصار کے سامنے تقریر کروں گا لیکن جب حضرت ابوبکرؓ نے تقریر کی تو آپ نے وہ سارے دلائل بیان کر دیئے جو میرے ذہن میں تھے۔“ حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ جو میرے ذہن میں تھے۔ ”اور پھر اس سے بھی زیادہ دلائل بیان کئے۔“ کہتے ہیں ”میں نے یہ دیکھ کر اپنے دل میں کہا کہ آج یہ بڈھا مجھ سے بڑھ گیا ہے۔ آخر اللہ تعالیٰ کا ایسا فضل ہوا کہ خود انصار میں سے بعض لوگ کھڑے ہو گئے اور انہوں نے کہا حضرت ابوبکرؓ جو کچھ فرما رہے ہیں وہ ٹھیک ہے۔ مکہ والوں کے سوا عرب کسی اَور کی اطاعت نہیں کریں گے۔ پھر ایک انصاری نے جذباتی طور پر کہا اے میری قوم! اللہ تعالیٰ نے اس ملک میں اپنا ایک رسول مبعوث فرمایا۔ اس کے اپنے رشتہ داروں نے اسے شہر سے نکال دیا تو ہم نے اسے اپنے گھروں میں جگہ دی اور خدا تعالیٰ نے اس کے طفیل ہمیں عزت دی۔ ہم مدینہ والے گمنام تھے، ذلیل تھے مگر اس رسول کی وجہ سے ہم معزز اور مشہور ہو گئے۔ اب تم اس چیز کو جس نے ہمیں معزز بنایا کافی سمجھو اور زیادہ لالچ نہ کرو ایسا نہ ہو کہ ہمیں اس کی وجہ سے کوئی نقصان پہنچے۔ اس وقت حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ

دیکھو! خلافت کو قائم کرنا ضروری ہے

باقی تم جس کو چاہو خلیفہ بنالو۔ مجھے خلیفہ بننے کی کوئی خواہش نہیں۔ آپ نے فرمایا یہ ابوعُبَیدہؓ بن جَرَّاح ہیں۔ ان کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امین الامت کا خطاب عطا فرمایا ہے تم ان کی بیعت کرلو۔ پھر عمرؓ ہیں یہ اسلام کے لئے ایک ننگی تلوار ہیں تم ان کی بیعت کرلو۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: ابوبکرؓ! اب باتیں ختم کیجئے۔ ہاتھ بڑھایئے اور ہماری بیعت لیجئے۔ حضرت ابوبکرؓ کے دل میں بھی اللہ تعالیٰ نے جرأت پیدا کر دی اور آپ نے بیعت لے لی۔“

(مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع 1956ء میں خطابات، انوار العلوم جلد 25 صفحہ 402-403)

سَقِیفہ بنی سَاعِدَہ کی بیعتِ عام کے بارے میں مزید لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سوموار کو ہوئی۔ لوگ سَقِیفہ بنی سَاعِدَہ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بیعت میں مشغول ہو گئے۔ پھر سوموار کے بقیہ دن اور منگل کی صبح کو مسجد میں بیعتِ عام ہوئی۔ حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ جب سَقِیفہ بنی سَاعِدَہ میں بیعت ہوگئی تو دوسرے دن حضرت ابوبکر صدیقؓ بیٹھے تو حضرت عمرؓ کھڑے ہوئے اور حضرت ابوبکرؓ سے قبل تقریر کی۔ آپؓ نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی۔ پھر کہا اے لوگو! کل میں نے تم سے ایسی بات کی تھی یعنی یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت نہیں ہوئے۔ میں نے اس کا ذکر کتاب اللہ میں کہیں نہیں پایا اور نہ ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس کی وصیت فرمائی تھی لیکن میں سمجھتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور ہمارے معاملے کا انتظام کریں گے۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے کہا ہمارا خیال تھا کہ ہم پہلے فوت ہو جائیں گے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں سے آخری ہوں گے اور

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تم میں وہ چیز چھوڑی ہے جس سے اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت دی اور اگر تم نے اسے مضبوطی سے تھامے رکھا تو اللہ تعالیٰ تمہیں بھی ہدایت دے گا جیسا کہ اس نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت دی۔

اللہ تعالیٰ نے تمہارے معاملات کو ایک ایسے آدمی کے ہاتھوں میں دے دیا ہے جو تم میں سب سے زیادہ بہتر ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی ہیں اور ثَانِیَ اثۡنَیۡنِ اِذۡ ھُمَا فِی الۡغَارِ کے مصداق ہیں۔ یعنی وہ دو میں سے ایک تھا جب وہ دونوں غار میں تھے۔ پس اٹھو اور اس کی بیعت کرو۔ پس لوگوں نے بیعتِ سَقِیفہ کے بعد حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کی۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بیعت عام والے دن ایک خطبہ ارشاد فرمایا۔ آپؓ نے اللہ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا: اے لوگو! یقیناً مَیں تم پر والی مقرر کیا گیا ہوں لیکن مَیں تم میں سے سب سے بہتر نہیں ہوں۔ اگر مَیں اچھا کام کروں تو میرے ساتھ تعاون کرو اور کج رَوی اختیار کروں تو مجھے سیدھا کر دو۔ سچائی امانت ہے اور جھوٹ خیانت ہے۔ تمہارا ضعیف فرد بھی میرے نزدیک قوی ہے جب تک میں دوسروں سے اس کا حق نہ دلا دوں۔ اور تمہارا اقوی شخص میرے نزدیک ضعیف ہے یہاں تک کہ مَیں اس سے دوسروں کا حق نہ حاصل کرلوں۔ ان شاء اللہ۔ جو قوم اللہ تعالیٰ کے رستے میں جہاد کو چھوڑ دیتی ہے اللہ اس کو ذلیل و خوار کر دیتا ہے اور جس قوم میں بدکاری پھیل جاتی ہے اللہ اس کو مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے۔ اگر میں اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کروں تو میری اطاعت کرو اور اگر میں اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کروں تو تم پر میری اطاعت لازم نہیں۔ نماز کے لیے کھڑے ہو جاؤ اللہ تم سب پر رحم فرمائے۔

(البدایة والنهایة جزء ٦ صفحه ٢٩٨-٢٩٩ سنة ١١ھ خلافة ابی بکر...... دارالکتب العلمیة بیروت ٢٠٠١ء)

حضرت علیؓ کی حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کے بارے میں

بھی مختلف باتیں بیان کی جاتی ہیں۔ تاریخ طبری میں ہے کہ حَبِیب بن ابو ثَابت سے روایت ہے یہ کہ حضرت علیؓ اپنے گھر میں تھے جب ان کے پاس ایک شخص آیا اور ان سے کہا کہ حضرت ابوبکرؓ بیعت لینے کے لیے تشریف فرما ہیں۔ حضرت علیؓ قمیص پہنے ہوئے تھے، اس حالت میں جلدی سے باہر نکلے کہ نہ ہی اس پر ازار تھا اور نہ ہی کوئی چادر، اس امر کو ناپسند کرتے ہوئے کہ کہیں اس سے دیر نہ ہو جائے یہاں تک کہ آپؓ نے حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کی اور حضرت ابوبکرؓ کے پاس بیٹھ گئے۔ پھر آپؓ نے اپنے کپڑے منگوائے اور وہ کپڑے پہنے۔ پھر حضرت ابوبکرؓ کی مجلس میں ہی بیٹھے رہے۔

(تاریخ الطبری جزء ٣ صفحه ٢٥٧۔ حدیث السقیفة۔ مطبوعه دار الفکر بیروت ٢٠٠٢ء)

حضرت علیؓ کی حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کرنے کے بارے میں مختلف روایات ملتی ہیں۔ بعض روایات میں ہے کہ حضرت علیؓ نے چھ ماہ تک بیعت نہیں کی اور حضرت فاطمہؓ کی وفات کے بعد بیعت کی اور بعض روایات میں ہے کہ حضرت علیؓ نے پوری رضا و رغبت کے ساتھ فوراً حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کر لی تھی۔

حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ مہاجرین و انصار نے حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کر لی تو حضرت ابوبکرؓ منبر پر چڑھے تو انہوں نے لوگوں کی طرف دیکھا تو ان میں حضرت علیؓ کو نہ پایا۔ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت علیؓ کے بارے میں دریافت فرمایا۔ انصار میں سے کچھ لوگ گئے اور حضرت علیؓ کو لے آئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے اور آپؐ کے داماد! کیا تم مسلمانوں کی طاقت کو توڑنا چاہتے ہو؟ حضرت علیؓ نے عرض کیا کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ! گرفت نہ کیجئے پھر انہوں نے حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کر لی۔

(سیرة امیر المؤمنین علی بن ابی طالب شخصیته و عصره از صلابی ص ١١٩۔ دار المعرفة بیروت لبنان ٢٠٠٦ء)
(السیرة النبویة لابن کثیر صفحه ٦٩٣۔ ذکر اعتراف سعد بن عبادة بصحة ما قاله الصدیق یوم السقیفة۔ دار الکتب العلمیة بیروت ٢٠٠٥ء)

علامہ ابن کثیر کہتے ہیں کہ

حضرت علی ابن ابی طالبؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد پہلے دن یا دوسرے دن حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کر لی تھی۔ اور یہی سچ ہے کیونکہ حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکرؓ کو کبھی نہیں چھوڑا اور نہ ہی حضرت ابوبکرؓ کے پیچھے نماز کی ادائیگی ترک کی۔

(السیرة النبویة لابن کثیر صفحه ٦٩٤، ذکر اعتراف سعد بن عبادة بصحة ما قاله الصدیق یوم السقیفة۔ دار الکتب العلمیة بیروت ٢٠٠٥ء)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان فرماتے ہیں کہ ”حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اوّل اوّل حضرت ابوبکر کی بیعت سے بھی تخلّف کیا تھا۔ مگر پھر گھر میں جا کر خدا جانے یک دفعہ کیا خیال آیا کہ پگڑی بھی نہ باندھی اور فوراً ٹوپی سے ہی بیعت کرنے کو آ گئے اور پگڑی پیچھے منگائی۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے دل میں خیال آ گیا ہو گا کہ یہ تو بڑی معصیّت ہے۔ اسی واسطے اتنی جلدی کی کہ پگڑی بھی نہ باندھی۔“

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 183)

اور فوراً ٹوپی سے ہی بیعت کرنے کو آ گئے اور پگڑی پیچھے منگوائی۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ’’حضرت ابوبکرؓ کو دیکھ لو۔ آپؓ مکہ کے ایک معمولی تاجر تھے۔ اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث نہ ہوتے اور مکہ کی تاریخ لکھی جاتی تو مؤرخ صرف اتنا ذکر کرتا کہ ابوبکرؓ عرب کا ایک شریف اور دیانتدار تاجر تھا مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے ابوبکرؓ کو وہ مقام ملا کہ آج ساری دنیا ان کا ادب اور احترام کے ساتھ نام لیتی ہے۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے اور حضرت ابوبکرؓ کو مسلمانوں نے اپنا خلیفہ اور بادشاہ بنا لیا تو مکہ میں بھی یہ خبر جا پہنچی۔ ایک مجلس میں بہت سے لوگ بیٹھے تھے جن میں حضرت ابوبکرؓ کے والد ابوقحافہ بھی موجود تھے۔ جب انہوں نے سنا کہ ابوبکرؓ کے ہاتھ پر لوگوں نے بیعت کر لی ہے تو ان کے لئے اس امر کو تسلیم کرنا ناممکن ہو گیا اور انہوں نے خبر دینے والے سے پوچھا کہ تم کس ابوبکرؓ کا ذکر کر رہے ہو؟ اس نے کہا وہی ابوبکرؓ جو تمہارا بیٹا ہے۔ انہوں نے عرب کے ایک ایک قبیلے کا نام لے کر کہنا شروع کر دیا کہ اس نے بھی ابوبکرؓ کی بیعت کر لی ہے اور جب اس نے کہا کہ سب نے متفقہ طور پر ابوبکرؓ کو خلیفہ اور بادشاہ چن لیا ہے تو ابوقحافہ بے اختیار کہنے لگے کہ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد رسول اللہؐ اس کے سچے رسول ہیں۔‘‘

حضرت مصلح موعودؓ لکھتے ہیں کہ ’’حالانکہ وہ دیر سے مسلمان تھے‘‘ حضرت ابوقحافہ نے پہلے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کر لی تھی۔ ’’انہوں نے جو یہ کلمہ پڑھا اور دوبارہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار کیا تو اسی لئے کہ

جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو ان کی آنکھیں کھل گئیں اور انہوں نے سمجھا کہ یہ اسلام کی سچائی کا ایک زبردست ثبوت ہے

ورنہ میرے بیٹے کی کیا حیثیت تھی کہ اس کے ہاتھ پر سارا عرب متحد ہو جاتا۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 205-206)

حضرت مصلح موعودؓ پھر ایک جگہ اس واقعہ کو یوں بیان فرماتے ہیں کہ ’’دیکھو! حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اسلام سے پہلے کی کیا حالت تھی۔ جب آپؓ خلیفہ ہوئے آپؓ کے والد زندہ تھے۔ کسی نے ان کو جا کر خبر دی کہ مبارک ہو ابوبکرؓ خلیفہ ہو گیا ہے۔ انہوں نے پوچھا کون سا ابوبکرؓ؟ اس نے کہا آپ کا بیٹا۔ اس پر بھی انہیں یقین نہ آیا اور کہا کوئی اَور ہو گا لیکن جب ان کو یقین دلایا گیا تو انہوں نے کہا کہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی کیا شان ہے کہ ابوقحافہ کے بیٹے کو عربوں نے اپنا سردار مان لیا۔ غرض وہ ابوبکرؓ جو دنیا میں کوئی بڑی شان نہ رکھتا تھا، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اس قدر عزت پا گیا کہ اب بھی لاکھوں انسان اس کی طرف اپنے آپ کو فخر کے ساتھ منسوب کرتے ہیں۔‘‘

(خطاب جلسہ سالانہ 17 مارچ 1919ء انوار العلوم جلد 4 صفحہ 425)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ بیان فرماتے ہیں کہ ’’یقیناً سمجھو کہ اللہ تعالیٰ کسی کا احسان اپنے ذمہ نہیں رکھتا۔ وہ اس سے ہزاروں لاکھوں گنا زیادہ دے دیتا ہے جس قدر کوئی خدا کے لئے دیتا ہے۔ دیکھو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مکہ میں ایک معمولی کوٹھا چھوڑا تھا لیکن خدا تعالیٰ نے اس کی کس قدر قدر کی۔ اس کے بدلہ میں اسے ایک سلطنت کا مالک بنا دیا۔‘‘

(حقائق الفرقان جلد اول صفحہ 244)

حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک رؤیا بھی ہے۔ اس کے بارے میں ذکر آتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک خواب میں مجھے دکھایا گیا کہ میں ایک کنویں پر کھڑا ڈول سے جو چرخی پر رکھا ہوا تھا پانی کھینچ کر نکال رہا ہوں۔ اتنے میں ابوبکر آئے اور انہوں نے ایک یا دو ڈول کھینچ کر اس سے اس طور سے نکالے کہ ان کے کھینچنے میں کمزوری تھی اور اللہ ان کی کمزوری پر پردہ پوشی کرے گا اور ان سے درگزر فرمائے گا۔ پھر عمر بن خطاب آئے اور وہ ڈول بڑے ڈول میں بدل گیا تو میں نے کوئی شہ زور نہیں دیکھا جو ایسا حیرت انگیز کام کرتا ہو جیسا عمر نے کیا۔ اتنا پانی نکالا کہ لوگ سیر ہو گئے اور اپنے اپنے ٹھکانوں پر جا بیٹھے۔

(صحیح البخاری کتاب فضائل اصحاب النبیؐ باب مناقب عمر بن الخطابؓ حدیث ۳۶۸۲)

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بھی ایک رؤیا ہے۔ اس کے بارے میں ذکر آتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ ان کے جسم پر ایک یمنی چادر کا جوڑا ہے لیکن اس کے سینے پر دو داغ ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ خواب بیان کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یمنی جوڑے سے مراد یہ ہے کہ تمہیں اچھی اولاد ملے گی اور دو داغوں سے مراد دو سال کی امارت ہے یعنی تم دو سال مسلمانوں کے حاکم رہو گے۔

(کنز العمال جلد ۳ جزء ۵ صفحہ ۲۵۳-کتاب الخلافۃ مع الامارۃ حدیث ۱۴۱۱۳-دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۴ء)

انتخابِ خلافت کے بعد حضرت ابوبکرؓ کے لیے وظیفہ مقرر کرنے کے بارے میں

ذکر ملتا ہے کہ خلافت کے بعد آپؓ مدینہ تشریف لے آئے اور وہیں قیام کر لیا۔ آپؓ نے اپنے معاملات پر غور کیا اور کہا کہ بخدا تجارت کرتے ہوئے لوگوں کے معاملات ٹھیک نہیں ہو سکیں گے۔ اس خدمت کے لیے فراغت اور پوری توجہ کی ضرورت ہے۔ ادھر میرے اہل و عیال کے لیے بھی کچھ ضروری ہے اس لیے آپ نے تجارت چھوڑ دی اور بیت المال میں سے اپنی اور اپنے گھر والوں کی ضروریات کے لیے روزانہ خرچ لینے لگے۔ آپؓ کے ذاتی مصارف کے لیے سالانہ چھ ہزار درہم کی رقم منظور کی گئی۔

(ماخوذ از تاریخ الطبری جلد دوم صفحہ 354 سنہ 13ھ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ 1987ء)

چنانچہ بیت المال سے حضرت ابوبکرؓ کا اتنا وظیفہ مقرر کر دیا گیا جس سے ان کا اور ان کے اہل و عیال کا گزارہ چل سکے لیکن جب حضرت ابوبکرؓ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے اپنے رشتہ داروں کو حکم دیا کہ

جو وظیفہ میں نے بیت المال سے لیا ہے وہ سارے کا سارا واپس کر دیا جائے

اور اس کی ادائیگی کے لیے میری فلاں فلاں زمین بیچ دی جائے اور آج تک مسلمانوں کا جو مال میں نے اپنے اوپر خرچ کیا ہے اس زمین کو فروخت کر کے وہ پوری کی پوری رقم ادا کر دی جائے۔ چنانچہ جب ان کی وفات کے بعد حضرت عمرؓ خلیفہ ہوئے اور وہ رقم ان کے پاس پہنچی تو وہ رو پڑے اور کہا اے ابوبکر صدیق! تم نے اپنے جانشین پر بہت بھاری بوجھ ڈال دیا ہے۔

(حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ از محمد حسین ہیکل صفحہ 122 بک کارنر جہلم)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ’’حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تمام عالمِ اسلامی کے بادشاہ تھے مگر ان کو کیا ملتا تھا۔ پبلک کے روپیہ کے وہ محافظ تو تھے مگر خود اس روپیہ پر کوئی تصرف نہیں رکھتے تھے۔ بے شک حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بڑے تاجر تھے مگر چونکہ ان کو کثرت سے یہ عادت تھی کہ جونہی روپیہ آیا خدا تعالیٰ کی راہ میں دے دیا اس لئے ایسا اتفاق ہوا کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اور آپؓ خلیفہ ہوئے تو اس وقت آپؓ کے پاس نقد روپیہ نہیں تھا۔ خلافت کے دوسرے ہی دن آپ نے کپڑوں کی گٹھڑی اٹھائی اور اسے بیچنے کے لئے چل پڑے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ رستہ میں ملے تو پوچھا کیا کرنے لگے ہیں؟ انہوں نے کہا آخر میں نے کچھ کھانا تو ہوا۔ اگر میں کپڑے نہیں بیچوں گا تو کھاؤں گا کہاں سے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ تو نہیں ہو سکتا۔ اگر آپ کپڑے بیچتے رہے تو خلافت کا کام کون کرے گا؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اگر میں یہ کام نہیں کروں گا تو پھر گزارہ کس طرح ہو گا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ بیت المال سے وظیفہ لے لیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا کہ میں یہ تو برداشت نہیں کر سکتا۔ بیت المال پر میرا کیا حق ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب قرآن کریم نے اجازت دی ہے کہ دینی کام کرنے والوں پر بیت المال کا روپیہ صرف ہو سکتا ہے تو آپ کیوں نہیں لے سکتے۔ چنانچہ اس کے بعد بیت المال سے ان کا وظیفہ مقرر ہو گیا مگر اس وقت کے لحاظ سے وہ وظیفہ صرف اتنا تھا کہ جس سے روٹی کپڑے کی ضرورت پوری ہو سکے۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد 8 صفحہ 468)

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا دورِ خلافت چاروں خلفائے راشدین میں سے مختصر دور تھا جو کہ تقریباً سوا دو سال پر مشتمل تھا لیکن یہ مختصر سا دور خلافت راشدہ کا ایک اہم ترین اور سنہری دور کہلانے کا مستحق تھا

کیونکہ حضرت ابوبکرؓ کو سب سے زیادہ خطرات اور مصائب کا سامنا کرنا پڑا اور پھر خدا تعالیٰ کی غیر معمولی تائید و نصرت اور فضل کی بدولت حضرت ابوبکرؓ کی کمال شجاعت اور جوانمردی اور فہم و فراست سے تھوڑے ہی عرصہ میں دہشت و خطرات کے سارے بادل چھٹ گئے اور سارے خوف امن میں تبدیل ہو گئے اور

باغیوں اور سرکشوں کی ایسی سرکوبی کی گئی کہ خلافت کی ڈولتی ہوئی امارت مستحکم اور مضبوط بنیادوں پر قائم ہوگئی۔

خلافت کے آغاز میں حضرت ابو بکر صدیقؓ کو جن خطرات و مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ان کا ذکر ام المومنین حضرت عائشہؓ نے بھی فرمایا ہے جس کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ''(حضرت) عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، آپؓ فرماتی ہیں کہ جب میرے والد خلیفہ بنائے گئے اور اللہ نے انہیں امارت تفویض فرمائی تو خلافت کے آغاز ہی میں آپؓ نے ہر طرف سے فتنوں کو موجزن اور جھوٹے مدعیانِ نبوت کی سرگرمیوں اور منافق مرتدوں کی بغاوت کو دیکھا اور آپ پر اتنے مصائب ٹوٹے کہ اگر وہ پہاڑوں پر ٹوٹتے تو وہ پیوست زمین ہو جاتے اور فوراً گر کر ریزہ ریزہ ہو جاتے لیکن آپ کو رسولوں جیسا صبر عطا کیا گیا یہاں تک کہ اللہ کی نصرت آن پہنچی اور جھوٹے نبی قتل اور مرتد ہلاک کر دیئے گئے۔ (جھوٹے نبی قتل کر دیئے گئے اور مرتد ہلاک کر دیئے گئے۔) فتنے دُور کر دیئے گئے اور مصائب چھٹ گئے اور معاملے کا فیصلہ ہوگیا اور خلافت کا معاملہ مستحکم ہوا اور اللہ نے مومنوں کو آفت سے بچا لیا اور ان کی خوف کی حالت کو امن میں بدل دیا اور ان کے لئے ان کے دین کو تمکنت بخشی اور ایک جہان کو حق پر قائم کر دیا اور مفسدوں کے چہرے کالے کر دیئے اور اپنا وعدہ پورا کیا اور اپنے بندے (حضرت ابو بکر) صدیقؓ کی نصرت فرمائی اور سرکش سرداروں اور بتوں کو تباہ و برباد کر دیا اور کفار کے دلوں میں ایسا رعب ڈال دیا کہ وہ پسپا ہو گئے اور (آخر) انہوں نے رجوع کر کے توبہ کی اور یہی خدائے قہار کا وعدہ تھا اور وہ سب صادقوں سے بڑھ کر صادق ہے۔ پس غور کر کہ کس طرح خلافت کا وعدہ اپنے پورے لوازمات اور علامات کے ساتھ (حضرت ابو بکر) صدیقؓ کی ذات میں پورا ہوا۔''

(سر الخلافۃ مترجم صفحہ 49-50 روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 335)

حضرت ابو بکرؓ کو ابتدا میں ہی درج ذیل پانچ قسم کے ہم وغم اور مسائل کا سامنا کرنا پڑا۔

نمبر ایک۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اور جدائی کا غم، [نمبر 2] انتخاب خلافت اور امت میں فتنے اور اختلاف کا خوف وخطرہ، [نمبر 3] لشکر اسامہ کی روانگی کا مسئلہ اور نمبر چار: مسلمان کہلاتے ہوئے زکوٰۃ دینے سے انکار اور مدینہ پر حملہ کرنے والے جس کو تاریخ میں فتنہ مانعین زکوٰۃ کہا جاتا ہے اور نمبر پانچ: فتنہ ارتداد یعنی ایسے سرکش اور باغی جنہوں نے کھلم کھلا بغاوت اور جنگ کا اعلان کر دیا۔ اس بغاوت میں وہ شامل ہو گئے جنہوں نے اپنے طور پر نبی ہونے کا بھی دعویٰ کیا۔

خوف کی ان سب حالتوں میں مصائب اور فتن کا قلع قمع کرنے میں جو کامیابی اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکرؓ کو عطا فرمائی اس کی تفصیل آگے بیان ہو گی لیکن اس سے قبل حکم وعدل حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا ایک تفصیلی اقتباس ہے وہ بھی پیش ہے جس میں آپ علیہ السلام نے حضرت ابو بکرؓ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پہلے خلیفہ حضرت یُوشَعؑ بن نُون کے ساتھ مشابہت دیتے ہوئے حضرت ابو بکرؓ کو پیش آنے والے مسائل و مصائب اور فتوحات و کامیابیوں کا ذکر کرتے ہوئے بیان فرمایا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ ''جس آیت سے دونوں سلسلوں یعنی سلسلہ خلافتِ موسویہ اور سلسلہ خلافت محمدیہ میں مماثلت ثابت ہے یعنی جس سے قطعی اور یقینی طور پر سمجھا جاتا ہے کہ سلسلہ نبوتِ محمدیہ کے خلیفے سلسلہ نبوت موسویہ کے مشابہ و مماثل ہیں وہ یہ آیت ہے۔ وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ الخ (النور:56) یعنی خدا نے ان ایمانداروں سے جو نیک کام بجالاتے ہیں وعدہ کیا ہے جو ان میں سے زمین پر خلیفے مقرر کرے گا انہی خلیفوں کی مانند جو ان سے پہلے کئے تھے۔ اب جب ہم مانند کے لفظ کو پیش نظر رکھ کر دیکھتے ہیں جو محمدی خلیفوں کی موسوی خلیفوں سے مماثلت واجب کرتا ہے تو ہمیں ماننا پڑتا ہے جو ان دونوں سلسلوں کے خلیفوں میں مماثلث ضروری ہے اور مماثلت کی پہلی بنیاد ڈالنے والا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور مماثلت کا آخری نمونہ ظاہر کرنے والا وہ مسیح خاتم الخلفاءِ محمدیہ ہے جو سلسلہ خلافت محمدیہ کا سب سے آخری خلیفہ ہے۔ سب سے پہلا خلیفہ جو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہے وہ حضرت یوشع بن نون کے مقابل اور ان کا مثیل ہے جس کو خدا نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد خلافت کے لئے اختیار کیا اور سب سے زیادہ فراست کی روح اس میں پھونکی یہاں تک کہ وہ مشکلات جو عقیدہ باطلہ حیاتِ مسیح کے مقابلہ میں خاتم الخلفاء کو پیش آنی چاہیے تھی ان تمام شبہات کو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کمال صفائی سے حل کر دیا اور تمام صحابہ میں سے ایک فرد بھی ایسا نہ رہا جس کا گذشتہ انبیاء علیہم السلام کی موت پر اعتقاد نہ ہو گیا ہو بلکہ تمام امور میں تمام صحابہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی ایسی ہی اطاعت اختیار کر لی جیسا کہ حضرت موسیٰ کی وفات کے بعد بنی اسرائیل نے حضرت یَشُوعؑ بن نون کی اطاعت کی تھی اور خدا بھی موسیٰ اور یَشُوع بن نون کے نمونہ پر جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور آپ کا حامی اور مؤید تھا۔ ایسا ہی ابو بکر صدیق کا حامی اور مؤید ہو گیا۔'' یوشع بن نون یا یشوع بن نون ایک ہی چیز ہیں ایک ہی نام ہیں۔ (قاموس الکتاب صفحہ 1144 زیر لفظ یوشَعؑ)۔ آپؑ فرماتے ہیں ''درحقیقت خدا نے یَشُوع بن نون کی طرح اس کو ایسا مبارک کیا جو کوئی دشمن اس کا مقابلہ نہ کر سکا اور اسامہ کے لشکر کا ناتمام کام جو حضرت موسیٰ کے ناتمام کام سے مشابہت رکھتا تھا حضرت ابو بکرؓ کے ہاتھ پر پورا کیا۔ اور حضرت ابو بکرؓ کی حضرت یشوع بن نون کے ساتھ ایک اور عجیب مناسبت یہ ہے جو حضرت موسیٰ کی موت کی اطلاع سب سے پہلے حضرت یُوشع کو ہوئی اور خدا نے بلا توقف ان کے دل میں وحی نازل کی جو موسیٰ مر گیا تا یہود حضرت موسیٰ کی موت کے بارے میں کسی غلطی یا اختلاف میں نہ پڑ جائیں جیسا کہ یَشُوع کی کتاب باب اول سے ظاہر ہے۔ اِسی طرح سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت پر حضرت ابو بکرؓ نے یقین کامل ظاہر کیا اور آپؐ کے جسدِ مبارک پر بوسہ دے کر کہا کہ تُو زندہ بھی پاک تھا اور موت کے بعد بھی پاک ہے اور پھر وہ خیالات جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے بارے میں بعض صحابہ کے دل میں پیدا ہو گئے تھے ایک عام جلسہ میں قرآن شریف کی آیت کا حوالہ دے کر ان تمام خیالات کو دور کر دیا اور ساتھ ہی اس غلط خیال کی بھی بیخ کنی کر دی جو حضرت مسیح کی حیات کی نسبت احادیث نبویہ میں پوری غور نہ کرنے کی وجہ سے بعض کے دلوں میں پایا جاتا تھا اور جس طرح حضرت یَشُوع بن نون نے دین کے سخت دشمنوں اور مفتریوں اور مفسدوں کو ہلاک کیا تھا اِسی طرح بہت سے مفسد اور جھوٹے پیغمبر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے مارے گئے اور جس طرح حضرت موسیٰ راہ میں ایسے نازک وقت میں فوت ہو گئے تھے کہ جب ابھی بنی اسرائیل نے کنعانی دشمنوں پر فتح حاصل نہیں کی تھی اور بہت سے مقاصد باقی تھے اور ارد گرد دشمنوں کا شور تھا جو حضرت موسیٰ کی وفات کے بعد اَور بھی خطرناک ہو گیا تھا ایسا ہی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ایک خطرناک زمانہ پیدا ہو گیا تھا۔ کئی فرقے عرب کے مرتد ہو گئے تھے۔ بعض نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا تھا اور کئی جھوٹے پیغمبر کھڑے ہو گئے تھے اور ایسے وقت میں جو ایک بڑے مضبوط دل اور مستقل مزاج اور قوی الایمان اور دلاور اور بہادر خلیفہ کو چاہتا تھا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر کئے گئے اور ان کو خلیفہ ہوتے ہی بڑے غموں کا سامنا ہوا جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ بباعث چند در چند فتنوں اور بغاوتِ اَعراب اور کھڑے ہونے جھوٹے پیغمبروں کے میرے باپ پر جبکہ وہ خلیفہ رسول اللہ صلعم مقرر کیا گیا وہ مصیبتیں پڑیں اور وہ غم دل پر نازل ہوئے کہ اگر وہ غم کسی پہاڑ پر پڑتے تو وہ بھی گر پڑتا اور پاش پاش ہو جاتا اور زمین سے ہموار ہو جاتا مگر چونکہ

خدا کا یہ قانونِ قدرت ہے کہ جب خدا کے رسول کا کوئی خلیفہ اس کی موت کے بعد مقرر ہوتا ہے تو شجاعت اور ہمت اور استقلال اور فراست اور دل قوی ہونے کی روح اس میں پھونکی جاتی ہے

جیسا کہ یَشوع کی کتاب باب اول آیت چھ میں حضرت یَشُوع کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مضبوط ہو اور دلاوری کر یعنی موسیٰ تو مر گیا اب تُو مضبوط ہو جا۔ یہی حکم قضا و قدر کے رنگ میں نہ شرعی رنگ میں حضرت ابو بکرؓ کے دل پر بھی نازل ہوا تھا

تناسب اور تشابہ واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ گویا ابو بکر بن قُحافہ اور یَشُوع بن نون ایک ہی شخص ہے۔

استخلافی مماثلت نے اِس جگہ کَس کر'' یعنی واضح طور پر ''اپنی مشابہت دکھلائی ہے یہ اس لئے کہ کسی دو لمبے سلسلوں میں باہم مشابہت کو دیکھنے والے طبعاً یہ عادت رکھتے ہیں کہ یا اول کو دیکھا کرتے ہیں اور یا آخر کو مگر دو سلسلوں کی درمیانی مماثلت کو جس کی تحقیق و تفتیش زیادہ وقت چاہتی ہے دیکھنا ضروری نہیں سمجھتے بلکہ اول اور آخر پر قیاس کر لیا کرتے ہیں اس لئے خدا نے اس مشابہت کو جو یشوع بن نون اور حضرت ابو بکر میں ہے جو دونوں خلافتوں کے اول سلسلہ میں ہیں اور نیز اس مشابہت کو جو حضرت عیسیٰ بن مریم اور اِس امت کے مسیح موعود میں ہے جو دونوں خلافتوں کے آخر سلسلہ میں ہیں اجلیٰ بدیہیات کر کے دکھلا دیا۔ مثلاً یشوع اور

ابوبکر میں وہ مشابہت درمیان رکھ دی کہ گویا وہ دونوں ایک ہی وجود ہے یا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے ہیں اور جس طرح بنی اسرائیل حضرت موسیٰ کی وفات کے بعد یُوشَع بن نون کی باتوں کے شنوا ہو گئے اور کوئی اختلاف نہ کیا اور سب نے اپنی اطاعت ظاہر کی یہی واقعہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پیش آیا اور سب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی میں آنسو بہا کر دلی رغبت سے حضرت ابوبکر کی خلافت کو قبول کیا۔ غرض ہر ایک پہلو سے حضرت ابوبکر صدیق کی مشابہت حضرت یشوع بن نون علیہ السلام سے ثابت ہوئی۔ خدا نے جس طرح حضرت یشوع بن نون کو اپنی وہ تائیدیں دکھلائیں کہ جو حضرت موسیٰ کو دکھلایا کرتا تھا ایسا ہی

خدا نے تمام صحابہ کے سامنے حضرت ابوبکرؓ کے کاموں میں برکت دی اور نبیوں کی طرح اس کا اقبال چمکا۔

اُس نے مفسدوں اور جھوٹے نبیوں کو خدا سے قدرت اور جلال پا کر قتل کیا تا کہ اصحاب رضی اللہ عنہم جانیں کہ جس طرح خدا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اس کے بھی ساتھ ہے۔ ایک اَور عجیب مناسبت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حضرت یشوع بن نون علیہ السلام سے ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت یشوع بن نون کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد ایک ہولناک دریا سے جس کا نام یَرْدَن ہے عبور مع لشکر کرنا پیش آیا تھا اور یَرْدَن میں ایک طوفان تھا اور عبور غیر ممکن تھا اور اگر اس طوفان سے عبور نہ ہوتا تو بنی اسرائیل کی دشمنوں کے ہاتھوں سے تباہی متصور تھی اور یہ وہ پہلا امر ہولناک تھا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد یشوع بن نون کو اپنے خلافت کے زمانہ میں پیش آیا اس وقت خدا تعالیٰ نے اس طوفان سے اعجازی طور پر یوشع بن نون اور اس کے لشکر کو بچا لیا اور یردن میں خشکی پیدا کر دی جس سے وہ بآسانی گذر گیا وہ خشکی بطور جوار بھاٹا تھی یا محض ایک فوق العادت اعجاز تھا۔ بہرحال اس طرح خدا نے ان کو طوفان اور دشمن کے صدمہ سے بچایا اسی طوفان کی مانند بلکہ اس سے بڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر خلیفۃ الحق کو مع تمام جماعت صحابہ کے جو ایک لاکھ سے زیادہ تھے پیش آیا یعنی ملک میں سخت بغاوت پھیل گئی اور وہ عرب کے بادیہ نشین جن کو خدا نے فرمایا تھا قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْۤا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ (الحجرات:15) ضرور تھا کہ اس پیشگوئی کے مطابق وہ بگڑتے تا یہ پیشگوئی پوری ہوتی۔" یعنی اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ بادیہ نشین کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے تو کہہ دو تم ایمان نہیں لائے لیکن اتنا کہو کہ ہم مسلمان ہو چکے ہیں جبکہ ابھی تک ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔ بہرحال آپؑ فرماتے ہیں۔ "پس ایسا ہی ہوا اور وہ سب لوگ مرتد ہو گئے اور بعض نے زکوٰۃ سے انکار کیا اور چند شریر لوگوں نے پیغمبری کا دعویٰ کر دیا جن کے ساتھ کئی لاکھ بدبخت انسانوں کی جمعیت ہو گئی اور دشمنوں کا شمار اس قدر بڑھ گیا کہ صحابہ کی جماعت ان کے آگے کچھ بھی چیز نہ تھی اور ایک سخت طوفان ملک میں برپا ہوا یہ طوفان اس خوفناک پانی سے بہت بڑھ کر تھا جس کا سامنا حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کو پیش آیا تھا اور جیسا کہ یوشع بن نون حضرت موسیٰ کی وفات کے بعد ناگہانی طور پر اس سخت ابتلا میں مبتلا ہو گئے تھے کہ دریا سخت طوفان میں تھا اور کوئی جہاز نہ تھا اور ہر ایک طرف سے دشمن کا خوف تھا۔ یہی ابتلا حضرت ابوبکر کو پیش آیا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے اور ارتداد عرب کا ایک طوفان برپا ہو گیا اور جھوٹے پیغمبروں کا ایک دوسرا طوفان اس کو قوت دینے والا ہو گیا۔ یہ طوفان یوشع کے طوفان سے کچھ کم نہ تھا بلکہ بہت زیادہ تھا اور پھر جیسا کہ خدا کی کلام نے حضرت یوشع کو قوت دی اور فرمایا کہ جہاں جہاں تُو جاتا ہے میں تیرے ساتھ ہوں۔ تُو مضبوط ہو اور دلاور بن جا اور بے دل مت ہو۔ تب یشوع میں بڑی قوت اور استقلال اور وہ ایمان پیدا ہو گیا جو خدا کی تسلی کے ساتھ پیدا ہوتا ہے۔ ایسا ہی حضرت ابوبکرؓ کو بغاوت کے طوفان کے وقت خدا تعالیٰ سے قوت ملی جس شخص کو اس زمانہ کی اسلامی تاریخ پر اطلاع ہے وہ گواہی دے سکتا ہے کہ وہ طوفان ایسا سخت طوفان تھا کہ اگر خدا کا ہاتھ ابوبکرؓ کے ساتھ نہ ہوتا اور اگر درحقیقت اسلام خدا کی طرف سے نہ ہوتا اور

اگر درحقیقت ابوبکر خلیفہ حق نہ ہوتا تو اس دن اسلام کا خاتمہ ہو گیا تھا۔

مگر یشوع نبی کی طرح خدا کے پاک کلام سے ابوبکر صدیقؓ کو قوت ملی کیونکہ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں اس ابتلا کی پہلے سے خبر دے رکھی تھی۔ چنانچہ جو شخص اس آیت مندرجہ ذیل کو غور سے پڑھے گا وہ یقین کر لے گا کہ بلاشبہ اس ابتلا کی خبر قرآن شریف میں پہلے سے دی گئی تھی اور وہ خبر یہ ہے کہ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (النور:56) یعنی خدا نے مومنوں کو جو نیکوکار ہیں وعدہ دے رکھا ہے جو اُن کو خلیفے بنائے گا انہی خلیفوں کی مانند جو پہلے بنائے تھے اور اسی سلسلہ خلافت کی مانند سلسلہ قائم کرے گا جو حضرت موسیٰ کے بعد قائم کیا تھا۔" حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود ہی یہ تفسیری تھوڑا سا وضاحتی ترجمہ کیا ہوا ہے۔ فرمایا "اسی سلسلہ خلافت کی مانند سلسلہ قائم کرے گا جو حضرت موسیٰ کے بعد قائم کیا تھا اور ان کے دین کو یعنی اسلام کو جس پر وہ راضی ہوا زمین پر جما دے گا اور اس کی جڑ لگا دے گا اور خوف کی حالت کو امن کی حالت کے ساتھ بدل دے گا۔ وہ میری پرستش کریں گے کوئی دوسرا میرے ساتھ نہیں ملائیں گے۔ دیکھو اس آیت میں صاف طور پر فرمایا ہے کہ خوف کا زمانہ بھی آئے گا اور امن جاتا رہے گا مگر خدا اس خوف کے زمانہ کو پھر امن کے ساتھ بدل دے گا۔ سو یہی خوف یُشُوع بن نون کو بھی پیش آیا تھا اور جیسا کہ اس کو خدا کی کلام سے تسلی دی گئی ایسا ہی ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھی خدا کی کلام سے تسلی دی گئی۔"

(تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 183 تا 189)

ان شاء اللہ پانچ باتوں کی جو باقی تفصیلات ہیں آئندہ بیان ہوں گی۔

دنیا کے، جنگوں کے جو آج کل کے حالات ہیں اس کے لیے دعا کریں۔

یہ خوفناک سے خوفناک تر ہوتے جا رہے ہیں۔ اب تو ایٹمی جنگ کی بھی دھمکیاں دی جانے لگی ہیں۔ جیسا کہ پہلے بھی مَیں نے کہا ہے اور کئی دفعہ کہہ چکا ہوں کہ جس کے خوفناک نتائج ہوں گے اور اس کے نتائج اگلی نسلوں کو بھی بھگتنے پڑیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو ان لوگوں کو عقل دے۔

ان دنوں میں درود بھی بہت پڑھیں۔ استغفار بھی بہت کریں۔

اللہ تعالیٰ ہمارے گناہوں کو بھی معاف فرمائے اور دنیا کے لیڈروں کو بھی عقل اور سمجھ عطا فرمائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک وقت میں جماعت کو خاص طور پر تلقین فرمائی تھی کہ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (البقرة: 202) کی دعا بہت پڑھا کرو اور فرمایا تھا کہ رکوع کے بعد کھڑے ہو کے یہ دعا کیا کریں۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد اول صفحہ 9) تو اس کو بھی آج کل بہت زیادہ پڑھنے کی ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ حسنات سے بھی نوازے اور ہر قسم کے آگ کے عذاب سے سب کو بچائے۔

ایک

جنازہ غائب

بھی مَیں آج پڑھاؤں گا جو

مکرم ابوالفرج الحصنی صاحب آف شام

کا ہے۔ یہ 13؍ فروری کو نوے سال کی عمر میں وفات پا گئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۔ ان کے والد مکرم محمد الحصنی صاحب ابتدائی احمدیوں میں سے تھے۔ انہوں نے مولانا جلال الدین صاحب شمس کے ذریعہ سے بیعت کی تھی۔ ابوالفرج الحصنی صاحب سیریا کے پہلے امیر جماعت مکرم منیر الحصنی صاحب کے بھتیجے تھے اور ان کے دور میں بھی نائب امیر کے طور پر جماعت کی خدمت بجا لاتے رہے۔ بعد میں بھی نائب امیر رہے۔ 1933ء میں پیدا ہوئے اور چچا منیر الحصنی صاحب کی نیکی، تقویٰ اور علمی گفتگو سے بہت متاثر تھے۔ ان کی مجلس میں اکثر بیٹھا کرتے تھے۔ پندرہ سال کے تھے جب ایک دن ریڈیو پر تلاوت سن کر دل بھر آیا اور رونے لگے۔ اپنے چچا کے پاس گئے اور انہیں کہا کہ میں اللہ کے بارے میں مزید جاننا چاہتا ہوں۔ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک کتاب دی۔ کتاب پڑھ کر ان کے دل کی دنیا بدل گئی اور وہ اپنے چچا کے پاس آئے اور کہا کہ میں بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ ان کو تین خلفائے سلسلہ سے ملاقات کا شرف بھی حاصل ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ جب 1955ء میں دمشق تشریف لائے تو مرحوم کو آپ سے ملاقات کا شرف نصیب ہوا اور سیکیورٹی کی خدمات کا موقع بھی ملا۔ 1972ء میں پاکستان جانے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی صحبت میں ربوہ میں چند ماہ رہ کر اردو سیکھنے اور جماعتی علوم سے بہرہ مند ہونے کا بھی موقع ملا۔ اسی سال انہیں پاکستان سے قادیان جانے کا بھی موقع ملا۔ 1986ء میں جلسہ سالانہ کے موقع پر برطانیہ آئے اور

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ سے ان کو شرف باریابی ملا۔ پھر 2017ء میں ان کو دوبارہ بھی قادیان جانے کا موقع ملا اور جلسہ میں انہوں نے عربی زبان میں ایک مختصر سا خطاب بھی فرمایا۔

مرحوم بڑے نیک اور صالح، مخلص اور عالم باعمل بزرگ تھے۔ اپنی کوئی اولاد نہیں تھی اور ان کی اہلیہ بھی غیر احمدی ہیں۔

صدر جماعت سیریا کہتے ہیں کہ میں 2017ء میں ان کے ساتھ قادیان کی زیارت کے لیے گیا۔ باوجودیکہ آپ بہت ضعیف تھے مگر فرطِ شوق کا یہ عالم تھا کہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ زمین پر نہیں چل رہے بلکہ ہواؤں میں پرواز کر رہے ہیں۔ اور پہلے تو یہ حال تھا کہ بیماری کی وجہ سے جانا نہیں چاہتے تھے لیکن جب میں نے ان کو کہا کہ آپ ہو آئیں تو پھر انہوں نے کہا جب خلیفہ وقت کا حکم آ گیا ہے یا انہوں نے یہ کہہ دیا ہے کہ جاؤ تو پھر کوئی بات نہیں اور اللہ نے فضل فرمایا کہ وہ بیماری اور کمزوری ان کی اور جو ان کی اہلیہ کی تھی دونوں ٹھیک ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہاں گئے بلکہ منارۃ المسیح پر بھی ان کو چڑھنے کی توفیق ملی اور بیان کرنے والے بیان کرتے ہیں کہ وہاں جوانوں سے زیادہ تیزی سے اوپر چڑھ گئے حالانکہ پہلے چلنے میں بھی مشکلات تھیں۔

مسلم الدروبی صاحب جو ڈاکٹر ہیں وہ لکھتے ہیں کہ مرحوم ایک ولی اللہ اور ابدالُ الشام میں سے تھے۔ میں خود بھی اور باقی دوست بھی اس کے گواہ ہیں۔ آپ دمشق کے معروف تاجروں میں سے تھے اور قابل تقلید نمونہ تھے اور بازار میں آپ کی اچھی شہرت تھی۔ مرحوم بہت حلیم اور ذہین تھے۔ باقاعدگی سے تہجد کا التزام کرتے۔ سچی خوابیں دیکھنے والے تھے۔ بہت سی پوری ہوئیں۔ ان میں سے بہت سی سیریا کے حالات اور مصائب کے متعلق بھی تھیں۔ جب مختلف مربیان عربی کی تعلیم کے لیے سیریا آتے تو آپ ان کا بڑا احترام کرتے تھے اس لیے کہ اول تو خلیفہ وقت کی طرف سے بھجوائے گئے ہیں اور دوسرے انہوں نے تبلیغ کے لیے زندگی وقف کی ہوئی ہے۔

حسام النقیب صاحب جو شام کے سابق صدر ہیں آج کل ترکی میں ہیں وہ لکھتے ہیں کہ مرحوم متعدد خصائل حمیدہ کے مالک تھے جن میں سب سے نمایاں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء سے محبت تھی۔ مرحوم کے ساتھ سفرِ قادیان مجھے ساری عمر نہیں بھولے گا۔ اس سفر کی ہر بات ہی ایک معجزہ تھی۔ میں قادیان میں سارا وقت ان کے ساتھ رہا۔ قادیان میں ان کی یہی ایک دعا ہوتی تھی کہ اے خدا! خلیفۂ وقت کی تائید ونصرت فرما اور ان کی عمر اور ہر کام میں برکت عطا فرما۔ پھر لکھتے ہیں کہ جب مجلس میں کوئی شخص خلیفۂ وقت کا کوئی ارشاد بیان کرتا تو اس دوران کسی کو بولنے کی اجازت نہ دیتے تاکہ آپ ارشاد پوری طرح سن لیں اور سمجھ لیں اور محظوظ ہوں۔ ایک بڑے بےنفس انسان تھے۔ کسی سے اپنی تعریف سن کے خوش نہیں ہوتے تھے بلکہ اس کو ڈانٹ کر کہتے تھے کہ ان باتوں کو چھوڑو۔ اللہ اور اس کی جماعت ہی سب کچھ ہے۔ جماعت کی باتیں کرو۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ انہوں نے کبھی نہیں چھوڑا۔ آخری سالوں کے سوا جبکہ بہت کمزور ہو گئے تھے کبھی آپ نے جماعتی کتب کا مطالعہ ترک نہیں کیا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تفسیر کبیر کے ساتھ بہت لگاؤ تھا۔ جب کوئی آپ سے کسی قرآنی آیت کی تفسیر پوچھتا تو تفسیر کبیر کی شرح بیان کرتے تھے۔

ان کے بھانجے محمد عمار الیسنکی صاحب جو یہاں یوکے میں ہیں یہ کہتے ہیں کہ میں چودہ سال کا تھا جب ان کے ساتھ جمعہ کی نماز ادا کیا کرتا تھا۔ واپسی پر ان کے ساتھ گھر آتا اور راستے میں ان سے جماعتی علوم کے بارے میں سوال کیا کرتا تھا اور بڑی تفصیل سے جواب دینے والے تھے۔ سیریا میں جماعتی کتب بھی دستیاب نہیں تھیں، افراد جماعت کو جماعتی علوم کی منتقلی میں مرحوم کا بہت کردار ہے۔ جب ربوہ گئے ہیں تو انہوں نے اردو پڑھنی سیکھی تھی۔ اردو کی کتابیں لے آتے تھے اور پھر کوشش کرتے تھے کہ اردو کی کتابوں کو پڑھ کے سمجھ کے پھر ان کا ترجمہ کر کے جماعت کے افراد کو بتائیں۔ مرحوم ایک بےنفس آدمی تھے۔ کبھی عہدے کی خواہش نہیں کی۔ ہمیشہ خادم بن کر رہنا انہوں نے پسند کیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ان کو امیر بنانا بھی چاہا تو انہوں نے کہا کہ لوگ پھر کہیں گے کہ خاندانی طور پر یہ سارا کچھ امارت کا کام بھی چل پڑا ہے اس لیے کسی اَور کو بنا دیں اور میں ان سے پورا تعاون کروں گا اور پھر اپنے سے کم عمر امیر کے ساتھ بھی تعاون کیا اور بےشمار تعاون کیا بلکہ مثال قائم کر دی۔

اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت کا سلوک فرمائے درجات بلند فرمائے اور ان کی تمام دعائیں ان کی اپنی اہلیہ کے متعلق بھی پوری فرمائے۔ ان کو بھی توفیق دے کہ احمدیت کو قبول کر لیں۔ نماز کے بعد ان شاء اللہ جنازہ غائب ادا کروں گا۔

(الفضل انٹرنیشنل 25مارچ 2022ء)

آج کی دعا

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقۡرِنِيۡنَ ۙ﴿۱۴﴾ وَاِنَّاۤ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنۡقَلِبُوۡنَ ﴿۱۵﴾

(الزخرف:14-15)

ترجمہ:

پاک ہے وہ جس نے اسے ہمارے لئے مسخر کیا اور ہم اسے زیرنگیں کرنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے۔ اور یقیناً ہم اپنے ربّ کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

یہ قرآن مجید کی سفر شروع کرنے سے پہلے کی دعا ہے۔

پیارے قابل صد احترام آقا سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے سفر شروع کرنے سے پہلے قرآن کریم میں بعض دعائیں بھی سکھائی ہیں جو نہ صرف آرام دہ سفر کا ذریعہ بنتی ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے انعامات بھی بڑھاتی ہیں اور آنحضرت ﷺ ہر سفر شروع کرنے سے پہلے دعائیں کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ سُبۡحٰنَ الَّذِیۡ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقۡرِنِيۡنَ ۙ﴿۱۴﴾ وَاِنَّاۤ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنۡقَلِبُوۡنَ ﴿۱۵﴾ سواریوں کا ذکر چل رہا ہے۔۔۔ آج کل کے زمانے میں جب اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا، اپنے وعدے کے مطابق ایسی سواریاں بھی مہیا فرما دیں جو آسانی سے اور کم وقت میں ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاتی ہیں۔ اگر انسان اس سوچ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر کرے، اس کی تسبیح کرے کہ مَیں حقیقی رنگ میں رکوع کرنے والا اور سجدہ کرنے والا ہو جاؤں اور ان میں شامل ہو جاؤں اور ان میں شامل ہو کر اللہ تعالیٰ کے پیغام کو دنیا میں پہنچانے والا بن جاؤں تو ہر سفر اللہ تعالیٰ کی برکات کو سمیٹنے والا سفر ہو گا۔

میرے لئے دعا کریں جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا کہ میرا ہر سفر اس جذبے اور روح کے ساتھ ہو۔ جب تمام جماعت کی دعاؤں کا دھارا ایک طرف چل رہا ہو گا تو اللہ تعالیٰ کے فضل پھر کئی گنا بڑھ جاتے ہیں اور پھر بڑھ کر ظاہر ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دعاؤں کی توفیق بھی دے اور انہیں قبول بھی فرمائے۔

(خطبہ جمعہ 11 اپریل 2008ء)

مرسلہ: مریم رحمٰن

مدثر احمد۔ مبلغ سلسلہ مڈغاسکر

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"

مڈغاسکر میں جماعت احمدیہ مسلمہ کا نفوذ اور ترقی

ملک کا تعارف

ملک مڈغاسکر (قومیت مالا گاسی) بحرہ ہند میں، بر اعظم افریقہ کے مشرق میں، ایک ملک ہے جو کہ مختلف جزائر پر مشتمل ہے۔ اس ملک کا سب سے بڑا جزیرہ، جو کہ Mainland (مین لینڈ) کہلاتا ہے، دنیا کا چوتھا بڑا جزیرہ ہے۔ اس کے علاوہ اس ملک کے دیگر جزائر کا نام Nosy Be (نوسی بے) اور Saint Marie (سینٹ ماری) ہیں۔ ایک اندازہ کے مطابق، ابتداءً، دنیا میں موجود تمام زمینی یا خشکی کے علاقے ایک جزیرہ پر مشتمل تھے جس کے گرد ہر طرف سمندر تھا۔ گویا یہ دنیا ایک بڑے جزیرہ، جس کو Gondwana (گوندوانا) کہا جاتا ہے، اور ایک ہی سمندر پر مشتمل تھی۔ پھر قریباً 185 ملین سال قبل یہ گوندوانا نامی جزیرہ مشرقی اور مغربی گوندوانا میں تقسیم ہوا۔ مشرقی گوندوانا میں آج کی تاریخ کا مڈغاسکر، Antarctica (این ٹارک ٹکا)، آسٹریلیا اور ہندوستان شامل تھے۔ پھر قریباً 125 ملین سال قبل اس مشرقی گوندوانا سے انڈو-مڈغاسکر کا زمینی ٹکڑا علیحدہ ہوا۔ اور قریباً 88 ملین سال قبل مڈغاسکر کا زمینی ٹکڑا ہندوستان سے علیحدہ ہوا اور وقت کے ساتھ مزید جنوب کی طرف ہٹتا ہوا آج کے مقام پر پہنچا۔ بظاہر یہ ایک ایسی تفصیل ہے جس کا آج کی دنیا سے کوئی تعلق نہیں تاہم مڈغاسکر میں جو حشرات، نباتات اور جانوروں کی ایسی کثیر التعداد اقسام پائی جاتی ہیں کہ جو باقی دنیا میں نہیں یا ناپید ہو چکی ہیں اس کی وجہ یہی زمینی تقسیم ہے۔ اور اسی لئے یہ ملک بر اعظم افریقہ کا حصہ ہے اگرچہ یہاں کے باشندے خود کو افریقہ کی قوم کہلائے جانے کی بجائے اس بات کو زیادہ پسند کرتے ہیں کہ ان کو بحرہ ہند کی ایک قوم کہا جائے۔

مڈغاسکر کا جغرافیہ

مڈغاسکر Mainland (مین لینڈ) کی اگر بات کریں تو یہ براعظم افریقہ سے 250 میل کے فاصلہ پر مشرق کی جانب ہے۔ اس کا کل رقبہ 226,658 مربع میل ہے (کل زمینی رقبہ 224,533 مربع میل ہے اور پانی سے ڈھکا کل رقبہ 2,124 مربع میل ہے)۔ اس ملک کی لمبائی 995 میل جبکہ اس کی زیادہ سے زیادہ چوڑائی 360 میل ہے۔ نیز اس کے ساحل کی لمبائی 3,000 میل ہے۔ اس جزیرہ کے وسط میں شمالاً جنوباً

پہاڑی سلسلہ ہے جو کہ اس کے مشرقی حصہ اور مغربی حصہ کو علیحدہ کرتا ہے۔ اس پہاڑی سلسلہ کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ شمال کی جانب Tsaratanàna (چاراتنانا) کا پہاڑی سلسلہ ہے جہاں اس ملک کا بلند ترین مقام بھی ہے جو کہ سطح سمندر سے 9,468 فٹ کی بلندی پر ہے۔ وسط میں Ankaratra (انکارَٹرا) کا پہاڑی سلسلہ ہے جس پر اس ملک کے وہ شہر ہیں جو کہ پہاڑی علاقہ پر آباد ہیں، جن کی اونچائی سطح سمندر سے 2,450 فٹ اور 4,400 فٹ کے درمیان ہے۔ اس میں اس ملک کا دارالحکومت Antananarivo (انتَ نانا ریوُ) اور اس کے جنوب میں آباد شہر آجاتے ہیں۔ مزید جنوب کی جانب Andringitra (انڈرِنْ گٹرا) کا پہاڑی سلسلہ ہے۔ ان پہاڑی سلسلوں سے نیچے کی طرف آئیں تو ہر طرف میدانی ساحلی علاقہ جات ہیں۔ اس ملک کی مشرقی جانب ان پہاڑیوں کی ڈھلوان زیادہ ہے جبکہ مغربی جانب ان پہاڑیوں کی ڈھلوان کم ہے۔

مڈغاسکر کا موسم

اس ملک کے میدانی ساحلی علاقوں کا موسم گرم اور استوائی ہے۔ اس کے مشرقی ساحل کی جانب بارش زیادہ ہوتی ہے یہاںتکہ Maroantsetra (مارو۔ اَن۔ چیٹرا) کے علاقہ میں سال میں 160 انچ بارش کا معمول ہے۔ اس کا سبب بحرہ ہند سے آنے والی نم ہوائیں ہیں۔ اس وجہ سے یہاں طوفان بھی آتے رہتے ہیں۔ یہاں کا درجہ حرارت گرمیوں میں 35 اور سردیوں میں 22 ڈگری کے درمیان رہتا ہے۔ نیز اس ملک کے زیادہ تر جنگلات اور سرسبز علاقے اسی مشرقی حصہ میں موجود ہیں۔ اس ملک کے مغربی ساحل کی جانب شمالی حصہ میں بارشیں زیادہ ہوتی ہیں اور جیسے جیسے آپ جنوب کی طرف آئیں بارشوں کی مقدار کم ہوتی جاتی ہے یہاں تک کہ اس ملک کے جنوبی ساحل کے علاقہ میں سال بھر میں محض 2 انچ بارش ہوتی ہے۔ اور اسی لئے اس علاقہ میں ہر چند سال کے بعد خشک سالی اور قحط سالی کے حالات پیدا ہوجاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس ملک کے مغربی ساحل کے علاقہ بالخصوص جنوب کی جانب، مشرقی ساحلی علاقوں کی نسبت زیادہ گرم ہوتے ہیں۔ نیز یہاں زیادہ تر علاقے سوکھے اور بنجر ہیں۔

تاہم اس ملک کے وسط اور وسط سے جنوب کی جانب جو پہاڑی علاقوں پر آبادیاں ہیں وہاں کا موسم متوسط ہوتا ہے۔ یہاں 2 موسم پائے

جاتے ہیں۔ بارانی گرم موسم جو کہ نومبر سے وسط مارچ تک رہتا ہے اور خشک سرد موسم جو کہ وسط مارچ سے اکتوبر تک رہتا ہے۔ موسم گرما میں یہاں کا درجہ حرارت 20 اور 35 ڈگری کے درمیان رہتا ہے۔ اور سردی کے موسم میں یہاں کا درجہ حرارت 5 سے 22 ڈگری کے درمیان رہتا ہے۔ یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ ہماری زمین کو خط استوا کے ذریعہ دو برابر حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ اس دنیا کا 68 فیصد زمینی حصہ خط استوا کے شمال کی جانب ہے جہاں جون، جولائی اور اگست میں گرم موسم اور دسمبر و جنوری میں سرد موسم ہوتا ہے۔ تاہم خط استوا سے جنوب کی جانب جہاں اس دنیا کا 32 فیصد زمینی حصہ ہے، جس میں یہ ملک مڈغاسکر بھی شامل ہے، یہاں اس کے برعکس جون، جولائی اور اگست میں سرد موسم ہوتا ہے اور دسمبر و جنوری میں گرم اور بارانی موسم ہوتا ہے۔ اس ملک کا سیراب شدہ زمینی حصہ محض 4,193 مربع میل ہے جو کہ اس کے کل زمینی رقبہ کا 2 فیصد سے بھی کم حصہ بنتا ہے۔

اس ملک کے قدرتی وسائل میں گریفائٹ، کرومائیٹ، کوئلہ، باکسائٹ، نمک، کوارٹس، قیمتی پتھر جیسے سفیر وغیرہ، ابرک، Vanila (ونیلا) نیز سمندری مچھلیاں شامل ہیں۔ اس ملک کی کچھ اور سوغات میں Baobab (باؤ۔ باب) نامی درخت ہے جسے Reniala (رے نی آلا) کہا جاتا ہے جس کے معنی جنگل کی ماں کے ہیں۔ اس درخت کی 8 اقسام ہیں جن میں سے 6 اقسام صرف مڈغاسکر میں ہی پائی جاتی ہیں۔ اس درخت کی بعض اقسام ایسی ہیں کہ ان کی لمبائی 30 میٹر تک ہوتی ہے اور ان کے تنے 9 میٹر چوڑے ہوتے ہیں تو بعض اقسام کی لمبائی 5 میٹر اور ان کے تنے کی چوڑائی 2 سے 3 میٹر بھی ہوتی ہے۔ اس درخت کے موٹے موٹے تنوں میں پانی کا زخیرہ ہوتا ہے جس وجہ سے اس کو bottle tree (بوتل نما درخت) بھی کہا جاتا ہے یہاںتکہ جن اقسام کے درخت بہت بڑے ہوتے ہیں ان میں 120 ہزار لیٹر تک پانی کا زخیرہ ہوسکتا ہے۔ یہ درخت خشک علاقوں میں پائے جاتے ہیں۔ ان کا پھل اور پتے بھی کھائے جاتے ہیں اور مختلف اہم غذائی معدنیات اپنے اندر رکھتے ہیں۔ نیز ان کے بیج سے تیل نکالا جاتا ہے۔

یہاں ایک اور درخت Ravinala ہے جس کو Traveller's Palm Tree (یعنی مسافروں کا کھجور کا درخت) سے موصوف کیا جاتا ہے۔ اس درخت کا تعلق نباتات کے اسی خاندان سے ہے جس سے کیلے اور کھجور کے درختوں کا تعلق ہے۔ یہ بالعموم 15 سے 20 میٹر اونچا ہوتا ہے اور اس کی شاخیں ایک ہی طول وعرض میں نکلتی ہیں جس سے یہ گویا مور کے کھلے ہوئے پروں کی مانند شکل اختیار کئے ہوتا ہے۔ اس کو مسافروں کا کھجور کا درخت اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ اس میں بہت سے فوائد زخیرہ شدہ ہوتے ہیں۔ اس کی شاخوں میں بارش کا پانی جمع ہوتا ہے جس سے مسافر اپنی پیاس بجھا سکتے ہیں۔ اس کے پتے بھی کھائے جاتے ہیں اور اس کے بیج سے تیل تیار کیا جاتا ہے۔ اس کے بیج کو دودھ میں ملا کر دیا جائے تو بچوں کے بڑھتے جسم کے لئے مفید ہوتا ہے۔ نیز اس سے مقامی لوگ دستکاری کر کے مختلف اشیاء بھی بناتے ہیں اور اس کے پتوں میں کھانے کو لپیٹ کر قدرے لمبے وقت کے لئے محفوظ بھی رکھا جاتا ہے۔

نیز یہاں ایک بندر کی ایک خاص قسم بھی پائی جاتی ہے جسے Lemur (لی مر) کہا جاتا ہے۔ ان کا منہ نوکیلا، بڑی بڑی آنکھیں اور موٹی دُم ہوتی ہے۔

مڈغاسکر کا قومی پرچم، نصب العین اور قومی ترانہ

مڈغاسکر کا قومی پرچم 21 اکتوبر 1958ء کو اختیار کیا گیا۔ اس پرچم میں اوپر سے نیچے کی جانب ایک پٹی سفید رنگ کی ہوتی ہے اور دائیں سے بائیں جانے دو پٹیاں لال اور سبز رنگ کی ہوتی ہیں۔ ان رنگوں کا انتخاب اس لئے کیا گیا تھا کیونکہ انیسویں صدی میں یہاں کی Hova (ہو۔وا) سلطنت کے پرچم کے رنگ سفید اور لال تھے۔ اور سبز رنگ اُن آبادیوں کے لئے شامل کیا گیا جو کہ ساحلی علاقوں میں آباد ہیں۔ یہاں ان کی سفید حصہ سے مراد پاکیزگی ہے، لال حصہ سے مراد خود مختاری ہے اور سبز حصہ سے مراد امید ہے۔

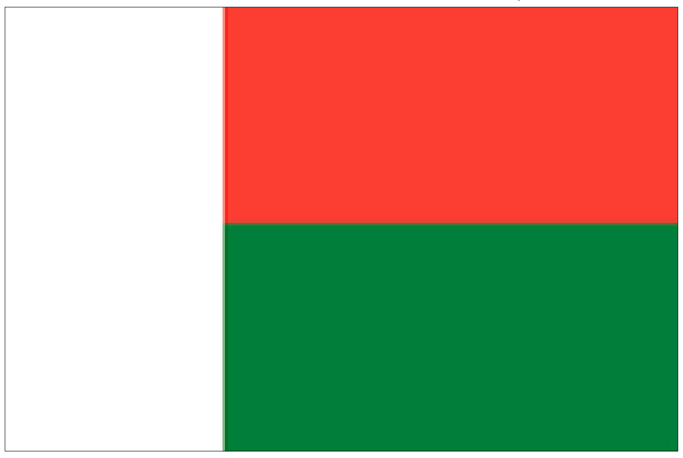

نیز ان کا تین لفظی نصب العین Tanindrazana, Fahafahana, Fandrosoana ہے۔ ان میں سے Tanindrazana (تانِن ڈرا۔زَنَ) سے مراد آباؤاجداد کی سرزمین سے محبت ہے۔ Fahafahana (فاہا۔ فاھَنَ) سے مراد آزادی ہے۔ اور Fandrosoana (فان۔ ڈرو۔سو۔ اَنَ) سے مراد ترقی ہے۔

مڈغاسکر کے قومی ترانہ "Ry Tanindrazanay malala ô!" (ری۔ تانِن۔ ڈرازَنائی۔ مَلال اُو۔) کو ان کی قومی اسمبلی نے، ان کو باقاعدہ آزادی ملنے سے 14 ماہ قبل 27 اپریل 1959ء کو سرکاری طور پر اختیار کیا۔ اور اس ملک کو باقاعدہ طور پر آزادی بمورخہ 26 جون 1960ء کو ملی۔ اس ترانہ کو Pasteur Rahajason (پاسترِ راہاجاسوں) (پیدائش 1897 اور وفات 1971) نے تحریر کیا جو کہ مڈغاسکر کے ایک مشہور مصنف اور ایک عیسائی پادری تھے۔ اس قومی ترانہ کے مندرجات کا مرکزی خیال سرزمین سے محبت کے ساتھ ساتھ اس کے لئے خدا کا شکر اور قوم میں اتحاد اور وفاداری کے لئے نیز اپنے وطن کے لئے دعا ہے۔

مڈغاسکر میں مروجہ مذاہب، رسوم و رواج

ایک اور اہم بات اس ملک میں پائے جانے والے مذاہب ہیں۔ اس ملک میں موٹے طور پر تین مذاہب کو ماننے والے ہیں۔ اس ملک کی 55 فیصد آبادی یہاں کے روایتی مذہب کو مانتی ہے۔ 40 فیصد آبادی عیسائی ہے اور باقی کے 5 فیصد مسلمان، ہندو و دیگر ادیان کو ماننے والے ہیں۔

یہاں کے روایتی مذہب کا مرکزی عقیدہ اور ثقافت کی بنا اس نقطہ پر ہے کہ گویا زندہ لوگوں کا اپنے فوت شدہ بزرگوں اور رشتہ داروں سے ایک تعلق ہوتا ہے۔ بنیادی طور پر ایک سب سے بڑی ہستی یعنی خدا پر یہ لوگ ایمان رکھتے ہیں جسے یہ Andriananahary (اَن۔ ڈریا۔ نَن۔ ہاری)(یعنی پیدا کرنے والا) کہتے ہیں یا Andriamanitra (اَن۔ ڈریا۔ مانِٹرا)(یعنی خوش مہک آقا) کہتے ہیں۔ تاہم ان کا عقیدہ ہے کہ فوت شدہ لوگ خدا اور انسانوں کے درمیان شفیع ہیں اور وہ یہ طاقت رکھتے ہیں کہ زندہ لوگوں کے نصیب بدل سکیں۔ چنانچہ وہ یہ یقین رکھتے ہیں کہ اگر انہوں نے اِن فوت شدگان کو ناراض کر دیا تو سخت مصائب آ سکتے ہیں۔ اور یہ کہ ہر نیک بختی بھی انہی کی خوش نودی سے ملتی ہے۔ چنانچہ یہ لوگ اپنے بچوں کے ناموں میں آباؤاجداد کے اسماء کے مختلف حصے شامل کرتے ہیں اور اسی وجہ سے ان کے اسماء بہت لمبے ہوتے ہیں اور اسی لئے دنیا بھر میں جس ملک کے کسی صدر کا نام سب سے لمبا تھا تو وہ ملک مڈغاسکر ہے جس کے صدر Hery Rajaonarimampianina (ہے ری۔ رَجاؤ۔ ناری۔ مَمپیانِ نَ) سال 2014ء تا 2018ء صدر رہے۔

نیز یہ لوگ فوت شدگان کے مقبرے بہت شوق سے اور بہت خرچ کر کے بناتے ہیں۔ عموماً مقبرے بنانے میں خرچ اس سے زیادہ کرتے ہیں کہ جتنا زندہ لوگوں کے گھروں کی تعمیر کے لئے کیا جاتا ہو۔ تاہم ان میں مختلف اقوام پائی جاتی ہیں اور ان اقوام میں مقبرے قدرے مختلف ہوتے ہیں۔ Merina (مے رینا) قوم جو مقبرے بناتی ہے وہ اینٹ اور پتھر کے کمرے نما ہوتے ہیں جن کا ایک حصہ زمین کی سطح سے نیچے ہوتا ہے۔ ان میں ململ کے کپڑے میں لپٹی ناش کو رکھنے کے لئے مختلف شیلف بنے ہوتے ہیں۔ اور یہ لوگ اپنے فوت شدگان کی ناش کو ایک مقررہ عرصہ کے بعد نکال کر اس کا کپڑا تبدیل بھی کرتے ہیں جس رسم کو Famadihana (فَمَدِی ھَن) کہا جاتا ہے۔ اس موقع پر تمام خاندان اکٹھا ہوتا ہے اور دعوت کی جاتی ہے۔ اگر کوئی اپنے آباء کی یہ رسم نہ کرے تو سارا خاندان اس سے علیحدہ ہو جاتا اور اس کا مخالف ہو جاتا ہے۔ بالعموم یہ رسم وسطی اور جنوب کی طرف پہاڑی علاقوں میں رہنے والی اقوام جیسے Merina (مے رینا) اور Betsileo (بے تسی لے اُو) میں پائی جاتی ہے۔ اسی طرح ایک اور قوم Mahafaly (ماہافالی) کہلاتی ہے۔ یہ قوم اس ملک کے جنوب مغرب میں رہتی ہے اور یہ قوم اپنے مقبرے پتھر سے بھر کر بناتے ہیں جن کے اوپر مختلف لکڑی سے بنے کھمبے لگاتے ہیں جن پر مختلف شکلیں بنی ہوں یا مختلف مجسمے ہوں جیسے جہاز وغیرہ۔

نیز یہ لوگ مختلف اقسام کی ارواح پر یقین رکھتے ہیں۔ ایک زندہ شخص کی روح کے لئے Fanahy (فناہی) کا لفظ ہے جس سے مراد اس کا کردار اور اسلوب ہیں۔ پھر فوت شدہ لوگوں کی روح کو Ambiroa (اَمبی رُو) کہتے ہیں جس کے متعلق یہ یقین رکھتے ہیں کہ وہ اپنے خاندان کے پاس موجود رہتے ہیں اور ان کے گھر، گھریلو اشیاء اور ان کی آبائی وادیوں میں ہمیشہ موجود رہتے ہیں اور اپنے آباء کی اسی روح سے زندہ لوگ تعلق رکھنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ روح کی ایک اور قسم ان کے مطابق Lolo (لولو) کہلاتی ہے۔ یہ قریب ماضی میں فوت ہوئے ایسے لوگوں کی ارواح کو کہتے ہیں جو کہ اپنے گھر اور خاندان کی یاد میں بھٹکتی ہیں اور پھر یا تتلی کی شکل میں آتی ہیں تاہم یہ لوگوں کو ڈراتی یا ستاتی نہیں ہیں۔ روح کی چوتھی قسم Angatra (اَن گاٹرا) کہلاتی ہے جو کہ نامعلوم فوت شدگان کی بھٹکتی ہوئی روحیں ہوتی ہیں اور وہ زندہ انسانوں کو رات میں آ کر ڈراتی بھی ہیں۔ تاہم ان تمام عقائد میں زندگی بعد الموت اور جزا سزا یا جنت دوزخ کا خیال مرکزی حیثیت نہیں رکھتا بلکہ سارا زور صرف اس بات پر ہے کہ ان فوت شدگان کا زندہ لوگوں سے ایک تعلق ہوتا ہے اور وہ ان زندہ لوگوں کا نصیب بناتے یا بگاڑتے ہیں۔

پھر ان کے ہاں غیب کا علم رکھنے والے عالم جوتشیوں کا بھی تصور پایا جاتا ہے جن کو یہ Ombiasy (اُم بیاسی) یا Mpanandro (پنان ڈرو) کہتے ہیں۔ ان جوتشیوں سے پوچھے بنا یہ لوگ اپنا کوئی اہم کام نہیں کرتے۔ چاہے کھیتی باڑی کے متعلق کوئی فیصلہ ہو یا شادی بیاہ کے فیصلے ہوں یا پھر ایک نئے گھر کی تعمیر شروع کرنی ہو، پہاڑی علاقوں کی اقوام ان جوتشیوں کی اجازت کے بنا اور ان سے صحیح وقت پوچھے بنا یہ سارے کام نہیں کرتے بالخصوص Merina (مے رینا) قوم کا طریق ایسا ہے۔ چاہے ایک Merina (مے رینا) شخص کتنا ہی پڑھ لکھ جائے وہ اس طریق کے مطابق ہی زندگی گزارتا ہے۔ ان کے اس عقیدہ کی بنیاد نصیب کے عقیدہ پر ہے مگر وہ یہ سمجھتے ہیں کہ چاند، سورج اور ستارے ہمارا نصیب مقرر کرتے ہیں اور ان کے مطابق ہی تمام فیصلے کرنے میں بھلائی ہے۔ چنانچہ ان کے یہ جوتشی ان کو اس کے مطابق ہدایات دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ ان کے مطابق جگہ، مقام یا سمت کا بھی ایک اثر ہوتا ہے۔ یعنی ان کے مطابق مشرق، مغرب سے بالا تر ہے اور شمال، جنوب سے بالا تر ہے۔ یعنی شمال مشرق کی سمت سب سے اعلیٰ ہے۔ چنانچہ ایسا عقیدہ رکھنے والے اپنے گھر شمالاً جنوباً بناتے ہیں اور شمال مشرقی حصہ کو عبادت کے لئے مختص کرتے ہیں، مہمانوں کے لئے شمال کا حصہ مختص کرتے ہیں اور اپنے جانور یا مرغیاں جنوب مغربی حصہ میں رکھتے ہیں۔

نیز ان کے رسوم و رواج میں بعض باتیں سختی سے ممنوعہ ہوتی ہیں اور Fady (فادی) کہلاتی ہیں۔ جیسے کہ کچھ کھانے کی اشیاء منع ہیں مثلاً Merina (مے رینا) قوم بکرا نہیں کھاتی۔ اسی طرح ایک اجنبی کی مہمان نوازی نہ کرنا بھی نامناسب عمل ہے اور اس کا اس مہمان نوازی سے انکار کرنا بھی نامناسب عمل متصور ہوتا ہے۔ اسی طرح چاول کی فصل پر دانے کے پھوٹنے کے وقت اپنے گھر کی دہلیز پر بیٹھنا بھی غیر مناسب عمل سمجھا جاتا ہے کیونکہ ان کا خیال ہے کہ جیسے دروازے پر بیٹھنے سے آنے والے کی راہ میں رکاوٹ ڈلتی ہے ویسے ہی اِس طریق سے پیدائش کا عمل متاثر ہوتا ہے اور اس سے چاول کے دانے صحیح طرح نہیں پھوٹتے۔ پھر ان رسوم اور رواج میں مزید اضافہ نظر آتا ہے جب ان روایتی عقائد اور نظریات کے ساتھ ساتھ یہ لوگ باہر سے آنے والے ادیان یعنی عیسائیت، اسلام یا ہندومت کو ماننے لگ جائیں۔

اگرچہ آج یہ لوگ بظاہر تمام ادیان کے ماننے والے امن سے رہتے ہیں تاہم انیسویں صدی عیسوی میں جب Ranavalona I (راناوالونا۔ اول) ملکہ بنی تو اس نے عیسائی مشنریوں کو ملک بدر کیا اور بہت سے عیسائیوں کو قتل بھی کیا۔ اس ملکہ کی وفات کے بعد جب Ranavalona II (راناوالونا۔ دوم) ملکہ بنی اور شاہی خاندان Protestant (پروٹیسٹنٹ) عیسائی ہو گیا تو اس وقت روایتی مذہب کے مقدس مقامات سے مجسمے اور طلسم توڑے گئے۔ اگرچہ آج ایک بڑی تعداد بالخصوص پہاڑی علاقوں میں رہنے والے عیسائی ہو گئے ہیں تاہم ان کے روایتی رسوم پھر بھی ویسی ہی ہیں۔ یعنی اگرچہ عیسائیت میں بکرا کھانا منع نہیں مگر وہ عیسائی (یا پھر مسلمان بھی ہو جائیں) تو بھی بکرا نہیں کھائیں گے۔ یا یہ کہ عیسائی ہو جانے کے باوجود وہ اپنے مردوں کو گرجہ گھروں میں عبادات کے بعد اپنی پہلے طرز پر کمروں میں بند کریں گے اور مقررہ وقفہ کے بعد ان کی رسم Famadihana بھی کریں گے۔ یہاں تک کہ بعض عیسائی ملاگاسی لوگ آپ کو یہ کہتے ہوئے ملیں گے کہ ہمارے فوت شدہ آباؤاجداد بھی عیسائی ہو چکے ہیں۔ اور اب وہ عیسائی ہو کر ہمارے اور خدا کے درمیان شفیع بھی ہیں۔ تاہم آج کے دور میں اسلام کے خلاف جس

قدر پراپیگنڈا میڈیا نے کیا ہے اس کے سبب یہاں کے اکثر علاقوں کی اقوام مسلمانوں کے متعلق میڈیا کی دکھائی ہوئی تصویر کے مطابق ہی تصور رکھتی ہیں اور ابتداءً، اگر کسی ایسے شخص سے ملیں تو وہ لٹریچر وغیرہ پکڑنے سے انکار کرتا اور دور رہنے کی کوشش ہی کرتا ہے۔

اسی طرح کسی کی وفات پر کوئی قوم کچھ روز نعش کو گھر پر رکھتی ہے اور لواحقین آنے والے مہمانوں کی دعوت کرتے ہیں اور ایسے مواقع پر شراب نوشی از حد کی جاتی ہے۔ تو بعض اقوام چالیس روز تک بھی نعش کو گھر پر رکھ کر دعوتیں کرنے کا رواج رکھتی ہیں۔ ان دعوتوں سے ان کا یہ مقصد ہوتا ہے کہ فوت ہونے والا شخص آباؤ اجداد سے جا ملا ہے اور اب وہ بھی ترقی پا کر شفیع کا درجہ پا گیا ہے۔ چنانچہ یہ اُن کے نزدیک افسوس کی بجائے خوشی کی بات ہے۔ نیز بعض علاقوں میں ایسے رواج بھی ہیں کہ اگر کسی مرد کو وہاں کے اعلیٰ خاندان میں شادی کرنا ہو تو اسے اپنا اعلیٰ نر ہونا ثابت کرنا ہوتا ہے جس کے لئے اسے کسی گھر پر چوری یا ڈاکا ڈالنا ہوتا ہے۔ الغرض یہ قوم مختلف رسوم و رواج کے طوق ڈالے ہوئے ہے اور اگرچہ وہ عیسائی یا مسلمان ہو بھی جائیں، پھر بھی ان رسوم سے نہیں ہٹتے اور یہی کہتے ہیں کہ یہ سب اس لئے کرنا لازمی ہے کیونکہ یہ سب ہمارے آباؤ اجداد کرتے تھے۔

نیز بحیثیت قوم ان میں غیر ملکیوں کے برخلاف ایک غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ صدیوں سے کہ جب فرنچ حکمرانوں نے ان پر حکومت کی، یا پھر ان کی آزادی کے بعد بھی ہندوستان سے اور فرانس سے اور بعض دیگر ممالک سے غیر ملکی یہاں آکر آباد ہوتے اور کاروبار کرتے گئے تو انہوں نے اس قوم کی غربت اور ناخواندگی کا فائدہ اٹھایا اور اس قوم کی فلاح و بہبود اور ترقی کی بجائے ان کو دبایا ہے۔ چنانچہ غیر ملکی یہاں آکر کاروبار کرتے ہیں یا کارخانے کھولتے ہیں کیونکہ یہاں مزدوری وغیرہ کم دینی پڑتی ہے اور اس طرح وہ اپنی پیداوار کو مزید سستے میں تیار کرکے بہتر منافع پر عالمی مارکیٹ میں فروخت کر سکتے ہیں۔ چنانچہ ان لوگوں کے دلوں میں گھر کرنے کے لئے ان میں یہ اعتماد پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ احمدیہ مسلم جماعت اس قوم کو ایسا دین سکھانے کی کوشش کر رہی ہے جس کو صحیح سے اپنا کر یہ اپنی روحانی، اخلاقی، تعلیمی، سماجی اور اقتصادی غرض ہر قسم کی ترقی کو یقینی بنا سکتے ہیں۔

جماعت احمدیہ مسلمہ کا مڈغاسکر میں نفوذ

مڈغاسکر میں باقاعدہ جماعت کے نفوذ اور رجسٹریشن سے چند سال قبل جماعت احمدیہ ماریشس سے مختلف داعیان الیٰ اللہ اور مبلغین یہاں مڈغاسکر میں اس کے شمالی علاقہ Diego Suarez (جی اے گو سواریز) میں آکر وقف عارضی کرتے رہے ہیں اور یہاں تبلیغ کرتے رہے ہیں۔ ان احباب میں مکرم عبد الغفور نوبی صاحب اور مکرم حنیف جواہیر صاحب سر فہرست ہیں۔ نیز مکرم منور احمد بھنّو صاحب نے 1995ء کے بعد سے مڈغاسکر آنا شروع کیا۔

پہلے مبلغ برائے جماعت احمدیہ مڈغاسکر کا تقرر

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے مکرم صدیق احمد منور صاحب مبلغ سلسلہ کو مڈغاسکر کے پہلے مبلغ کے طور پر جون 1996ء میں مقرر کیا۔ مکرم صدیق احمد منور صاحب مبلغ سلسلہ ملک کے شمالی علاقہ Diego Suarez (جی اے گو سواریز) آئے اور بعد میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے انہوں نے ملک کے دارالحکومت Antananarivo (انتَ نانا ریوٗ) منتقل ہو کر وہاں مشن کا آغاز کیا۔ Diego Suarez (جی اے گو سواریز) سے ہی ان کے ساتھ ایک لوکل ممبر جماعت مکرم داؤد عبد اللہ صاحب خدمت میں پیش پیش تھے۔ مکرم داؤد عبد اللہ صاحب کا تعلق Comoros Island (کوموروس کے جزیرہ) سے تھا اور یہ بھی مکرم صدیق احمد منور صاحب کے ہمراہ دارالحکومت Antananarivo (انتَ نانا ریوٗ) آ گئے اور خدمت جاری رکھی۔ یہاں دارالحکومت میں اِن دونوں نے تبلیغ کا کام شروع کیا اور آہستہ آہستہ کچھ احباب بیعت کر کے جماعت میں داخل ہوئے۔

مڈغاسکر میں رجسٹریشن

مکرم صدیق احمد منور صاحب مبلغ سلسلہ نے دارالحکومت پہنچ کر آغاز ہی سے جماعت کو حکومتی سطح پر رجسٹر کروانے کی کوشش شروع کر دی اور بالآخر اپریل 1998ء میں جماعت احمدیہ باقاعدہ طور پر مڈغاسکر میں رجسٹر ہوگئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس اطلاع پر مکرم صدیق احمد منور صاحب مبلغ سلسلہ کو خوشنودی سے بھرا خط تحریر فرمایا اور بہت مسرت کا اظہار فرمایا۔ اس سلسلہ میں مکرم منور احمد بھنّوں صاحب آف ماریشس نے بہت اہم رول ادا کیا اور ان کے حکومت میں رابطوں کے ذریعہ بفضل تعالیٰ جماعت کی رجسٹریشن کا عمل مکمل ہوا۔ جماعت کی رجسٹریشن ہونے کے بعد ایک سکول کے قیام کی کوشش کی گئی اور اسی سال بفضل تعالیٰ احمدیہ سکول کی بھی رجسٹریشن ہوگئی اور اس طرح اسی سال ایک کرائے کی عمارت میں پرائمری سکول کا آغاز ہوا۔ یہ فرنچ میڈیم سکول تھا اور سکول کے آغاز پر حکومتی افسران نے بہت خوشی کا اظہار کیا کہ جماعت کی رجسٹریشن کے وقت جو باتیں جماعت نے ان کو بتائی تھیں کہ جماعت ہم وطنوں کی خیر خواہی چاہتی ہے اور اس کی کوشش کرتی ہے واقعتاً جماعت نے اس کے مطابق یہ اقدام کیا ہے۔ نیز دارالحکومت میں جماعت کا مرکز قائم کرنے کی غرض سے دسمبر 1999ء میں ایک وسیع پلاٹ بھی خریدا گیا جس کا رقبہ 6,575 مربع میٹر ہے۔ ان تمام امور میں لوکل ممبر جماعت مکرم داؤد عبد اللہ صاحب نے بھی جانفشانی کے ساتھ خدمت کی توفیق پائی۔

اس دور میں ملک کے مغربی ساحلی علاقہ Morondava (موُرن ڈاوا) میں ایک صاحب عربی النسل مکرم عیسی رحمون صاحب بیعت کر کے جماعت میں داخل ہوئے۔ نیز مکرم عیسی رحمون صاحب نے جماعت احمدیہ کے متعلق ایک عربی نظم بھی لکھی جو کہ ماہنامہ رسالہ التقوی میں چھپ چکی ہے۔

اسی طرح اس دور میں مڈغاسکر کے دارالحکومت سے شمال کی جانب تھوڑے ہی فاصلہ پر Anjozorobe (ان جوزوروبے) کے علاقہ میں بھی تبلیغ کی گئی جو کہ ایک خالص عیسائی علاقہ ہے۔ وہاں سے ایک عمر رسیدہ عیسائی پادری Mr Wilfred (مسٹر وِل فریڈ) نے بیعت کا شرف حاصل کیا۔ نیز مڈغاسکر کے دارالحکومت سے مغرب کی جانب Tsiromandidy (تسی رومن دی دی) کے علاقہ میں بھی تبلیغ کی گئی اور یہاں ایک صاحب Sabotsy (سبوتسی) نے بیعت کا شرف حاصل کیا اور مکرم صدیق احمد منور صاحب مبلغ سلسلہ نے ان کا نام Yousuf Sabotsy صاحب رکھا۔

پہلا جلسہ سالانہ اور قرآن کریم کے مالاگاسی ترجمہ کے کام کا آغاز

جماعت احمدیہ مڈغاسکر کا پہلا جلسہ سالانہ 1997ء میں ہوا، جس میں ماریشس جماعت سے ایک وفد نے بھی شمولیت اختیار کی۔ نیز مکرم صدیق احمد منور صاحب مبلغ سلسلہ کے دور ہی میں قرآن کریم کے مالاگاسی ترجمہ کا کام شروع ہوگیا تھا۔ انہوں نے اس کام کے لئے University of Antananarivo کے 2 پروفیسروں کی مدد حاصل کی جو کہ قرآن کریم کے انگریزی اور فرنچ تراجم کا مطالعہ کر کے مالاگاسی ترجمہ تیار کرتے تھے۔ ان میں سے ایک کا نام Ramatoa Ramavonirina Oliva Rahantamalala صاحبہ تھا اور دوسرے Andriamatoa Razafimamonjy Georges Eugène Fanja صاحب تھے۔ اس دوران حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے مکرم عطاء القیوم صاحب جمن آف ماریشس کو بھی مکرم صدیق احمد منور صاحب کے ساتھ کام میں مدد کرنے کے لئے مڈغاسکر بھیج دیا تھا۔ تاہم 2000ء میں بیماری کے سبب مکرم صدیق احمد منور صاحب کو حسب ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ پاکستان واپس جانا پڑا۔ اور اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے مکرم عطاء القیوم جمن صاحب کو مڈغاسکر میں مشن کی نگرانی کی ذمہ داری دی۔ اس دور میں دارالحکومت سے شمال کی جانب Mahajanga (ماہاجنگا) اور Marovoay (مارو۔ وائی) کے علاقوں میں بھی جماعتوں کا قیام عمل میں آیا۔ نیز قرآن کریم کے مالاگاسی ترجمہ کا کام بھی ساتھ ساتھ چلتا رہا۔ ترجمہ پر کام کرنے والے یونیورسٹی کے پروفیسرز حصہ بہ حصہ ترجمہ تیار کر کے دیتے جس کی پروف ریڈنگ مکرم عطاء القیوم جمن صاحب لوکل معلمین کے ساتھ مل کر کرتے۔

مڈغاسکر کے جنوب مشرقی علاقوں میں جماعتوں کا قیام

2001ء میں مکرم مشہود احمد طور صاحب مبلغ سلسلہ ماریشس 3 ماہ کے دورہ پر مڈغاسکر آئے۔ انہوں نے پہلے شمال مغرب میں قائم جماعت Mahajanga (ماہاجنگا) کا دورہ کیا اور پھر جنوب مشرقی علاقہ Manakara (مانا کارا) اور اس کے پاس پہاڑیوں پر آباد مختلف گاؤں کا دورہ کیا۔

اسی تبلیغی وفد کا ذکر کرتے ہوئے، حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ بیان فرماتے ہیں:

’’مڈغاسکر کے ہمارے تبلیغی وفود نے بہت تکلیف اُٹھا کر کام کیا ہے۔ وہاں کے مبلغ مشہود احمد صاحب طور لکھتے ہیں: مڈغاسکر کے ضلع Manakara (مانا کارا) کے ایک تبلیغی دورہ کے دوران ہمیں چالیس کلومیٹر ایریا (رقبہ) میں ہمیں بیس گاؤں میں پیغام حق پہنچانے کی توفیق ملی۔ برسات کا موسم تھا۔ یہاں کا علاقہ مٹی کی پہاڑیوں پر مشتمل ہے۔ سب گاؤں پہاڑیوں کے اوپر ہیں۔ ہم روزانہ بارش میں ننگے پاؤں، کیونکہ کیچڑ کی وجہ سے جوتا پہننا ناممکن تھا، آٹھ کلومیٹر اور کبھی چار کلومیٹر سفر کر کے پیغام حق پہنچاتے رہے۔ اور اللہ کے فضل سے اس ضلع میں 1,260 افراد نے احمدیت قبول کی اور 17 دیہات میں احمدیت کا پودا لگا۔ اپنی تبلیغی مہمات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: مڈغاسکر میں دورانِ تبلیغ ہم نے مٹی کی ایک اونچی پہاڑی پر واقعہ گاؤں انڈرانو تسارا، Andranotsara (انڈرانو تسارا)، میں جانے کے لئے ایک پگڈنڈی کا رستہ اختیار کیا۔ پگڈنڈی کے درمیان میں نالی ہونے کی وجہ سے چلنے کے لئے پاؤں کو جما کر رکھنا ناممکن تھا۔ اس نالی کے کنارے پر دونوں طرف پاؤں ٹکاتے ہوئے اور ننگے پاؤں کیچڑ میں آہستہ آہستہ چلتے ہوئے بالآخر ہم اُس گاؤں تک پہنچ گئے۔ اور وہاں گاؤں کے رئیس کا گھر پوچھ کر سیدھے اس کے گھر پہنچے اور اپنی آمد کا مقصد بیان کیا۔ اُس رئیس نے کہا ٹھہرو، جو لوگ اِس

وقت گاؤں میں موجود ہیں میں اُن سب کو بلاتا ہوں۔ چنانچہ پچاس کے قریب مرد و زن اکٹھے ہو گئے۔ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کا مقصد اور جماعت کا تعارف کروایا۔ دوران تبلیغ ایک ساٹھ سالہ بزرگ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے، جب آپ لوگ اوپر کی طرف چڑھ رہے تھے تو میرے دل میں خیال گزرا کہ اتنی مشکل میں اور شام کے قریب جو لوگ آرہے ہیں، جس مقصد کے لئے بھی آرہے ہیں، ضرور سچے ہیں، یہ جھوٹے نہیں ہو سکتے۔ اب آپ نے حضرت امام مہدی علیہ السلام کا ذکر کیا ہے۔ میں یقین سے کہتا ہوں کہ آپ سچے لوگ ہیں۔ چنانچہ اُن تمام لوگوں نے اُسی وقت بیعت کر لی۔ بیعت کے بعد رئیس کے والد صاحب فرمانے لگے، اور میرا ہاتھ پکڑ کے کہنے لگے کہ اس سے قبل ہم سمجھ رہے تھے کہ اسلام یہاں سے اُٹھ گیا ہے۔ مگر آپ کے آنے سے ایسا لگ رہا ہے کہ اسلام دوبارہ زندہ ہو گیا ہے۔ اَب آتے رہیں اور ہمیں اسلام سکھاتے رہیں"

(دوسرے روز کی تقریر، جلسہ سالانہ جرمنی سال 2001ء بمورخہ 24 تا 26 اگست 2001ء)

نیز مڈغاسکر کے اس جنوب مشرقی علاقہ Manakara (مانا کارا) کے قریب جن 17 گاؤں میں جماعت احمدیہ کا پودا لگا تھا وہاں کی 5 جماعتوں نے مساجد کی تعمیر کے لئے زمین کے قطعے بھی ہدیہ کئے تھے۔ اس دورہ کے بعد مکرم مشہود احمد طور صاحب مبلغ سلسلہ کا تقرر بطور مبلغ سلسلہ مڈغاسکر ہوا تاہم اُن کو Pakinson's Disease (پارکنسن کی بیماری) کی تکلیف ہو گئی اور وہ پھر مڈغاسکر نہیں آسکے۔

بعد ازاں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے مکرم امیر صاحب ماریشس نے مکرم مظفر احمد سدھن صاحب مبلغ سلسلہ ماریشس کو یہ ذمہ داری سونپی کہ وہ مڈغاسکر آکر اُن 5 گاؤں کا دورہ کریں جہاں ممبران جماعت نے مساجد کے لئے قطعات ہدیہ کئے ہیں اور وہاں مساجد کی ممکنہ تعمیر کا جائزہ لے کر رپورٹ دیں۔ چنانچہ اس سلسلہ کی پہلی مسجد Manakara (مانا کارا) کے علاقہ کی جماعت Vohibazimba (وُہی بازمبا) میں 2002ء میں تعمیر ہوئی جو کہ لکڑی سے تعمیر ہوئی تھی۔

قرآن کریم کے مالاگاسی ترجمہ کا افتتاح

قرآن کریم کے ترجمہ پر جیسا کہ ذکر آچکا ہے مکرم صدیق احمد منور صاحب مبلغ سلسلہ کے دور سے ہی کام شروع ہو چکا تھا۔ یہ ترجمہ مختلف مراحل سے گزر کے 2008ء میں مکمل ہوا اور جلسہ صد سالہ جشن تشکر 2008ء کے موقع پر بمورخہ 31 مئی 2008ء اس کا افتتاح کیا گیا۔ اس موقع پر حاضر سرکاری و غیر سرکاری مہمانان کو قرآن کریم کے مالاگاسی ترجمہ کی کاپیاں تحفتاً دی گئیں۔ نیز مڈغاسکر کے صدر مملکت اور وزیر اعظم کو بھی اس کی ایک ایک کاپی بھجوائی گئی۔ اس موقع پر قرآن کریم کے اس پہلے مالاگاسی ترجمہ کی خوشخبری اخبارات میں بھی شائع کی گئی۔ بعد ازاں غیر احمدی مسلمانوں نے جماعت احمدیہ مسلمہ کا شائع کردہ مالاگاسی ترجمہ لے کر اپنے اپنے تراجم بھی شائع کئے۔ تاہم مالاگاسی زبان میں ترجمہ کی تیاری کی توفیق جماعت احمدیہ مسلمہ کو ہی ملی تھی۔

مڈغاسکر میں جماعت احمدیہ کے سکول کی اَپ گریڈیشن

پہلے ذکر آچکا ہے کہ 1998ء میں جماعت احمدیہ کے سکول کی رجسٹریشن بھی ہوئی اور ایک کرائے کے مکان میں پرائمری سکول سے آغاز کیا گیا تھا۔ بعد ازاں 1999ء میں دارالحکومت میں جو زمین کا رقبہ خریدا گیا تھا اس کے ایک حصہ میں سکول کی عمارت کی تعمیر کی گئی جو کہ 2008ء میں مکمل ہوئی۔ اور 2008ء میں جلسہ صد سالہ جشن تشکر کے موقع پر، بمورخہ 30 مئی 2008ء اس عمارت کا بھی افتتاح ہوا اور جماعت کا سکول جو کہ اب پرائمری کے ساتھ ساتھ سیکنڈری کلاسز پر بھی مشتمل تھا اس نئی عمارت میں منتقل ہوا۔ اس موقع پر مکرم و محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ ماریشس کی سربراہی میں ماریشس سے آیا ہوا ایک وفد بھی شامل ہوا اور کچھ سرکاری مہمانان نے بھی شرکت کی جن میں دارالحکومت کی میئر کی جانب سے ان کی نمائندہ اول خاتون بھی شامل تھیں جنہوں نے مکرم و محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ ماریشس کے ہمراہ سکول کی اس نئی عمارت کا باقاعدہ افتتاح کیا۔

بعد ازاں 2017ء میں اس سکول کی عمارت میں دوسری منزل کی توسیع کی گئی اور بمورخہ 22 مارچ 2018ء کو حکومت کی طرف سے سکول میں کالج کی سطح کی کلاسیں شروع کرنے کی اجازت بھی مل گئی۔ اس طرح اب اللہ کے فضل کے ساتھ یہ ایک کالج کا درجہ پا چکا ہے۔

جلسہ ہائے سالانہ و دیگر جلسہ جات

جماعت احمدیہ مڈغاسکر

جیسا کہ پہلے ذکر آچکا ہے کہ جماعت احمدیہ مڈغاسکر کا پہلا جلسہ سالانہ 1997ء میں منعقد ہوا۔ اور چند سال تک تواتر کے ساتھ جلسہ ہائے سالانہ کا انعقاد ہوتا رہا۔ تاہم پھر اس میں چند سالوں کا وقفہ آیا جس کے بعد جماعت احمدیہ مڈغاسکر کا گیارہواں جلسہ سالانہ 2015ء میں منعقد ہوا اور کورونا کی وبا سے پہلے، 2019ء تک جماعت احمدیہ مڈغاسکر 15 جلسہ ہائے سالانہ منعقد کر چکی تھی۔

اسی طرح دیگر جلسے، جیسے جلسہ سیرت النبی ﷺ، جلسہ یوم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام، جلسہ یوم مصلح موعود رضی اللہ عنہ اور جلسہ یوم خلافت کا انعقاد بھی شروع سے ہی گاہے بگاہے ہوتا رہا ہے۔ اور 2015ء تا 2019ء ان جلسہ جات کا انعقاد بھی مزید باقاعدگی اور تنظیم کے ساتھ ہوا۔ تاہم کورونا کی وبا کے سبب یہ تسلسل بھی وقتی طور پر رُکا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان حالات کو دور فرمائے اور جلد از جلد ہم دوبارہ جلسہ سالانہ اور دیگر جلسہ جات کی رونقیں مڈغاسکر میں بھی دیکھ سکیں۔ ان شاء اللہ۔

مڈغاسکر میں مجالس شوریٰ کا قیام

جماعت احمدیہ مڈغاسکر کی پہلی مجلس مشاورت 2006ء میں منعقد ہوئی اور متواتر تین سال 2006ء تا 2008ء تسلسل کے ساتھ اس کا انعقاد کیا جاتا رہا۔

مڈغاسکر میں ذیلی تنظیموں کا قیام

2006ء میں مکرم و محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ ماریشس دورہ کے لئے مڈغاسکر تشریف لائے اور یہاں کے مبلغ صاحب انچارج اور دیگر مقامی انتظامیہ کے ساتھ مشورہ کے بعد انہوں نے ماریشس کی ذیلی تنظیموں کی طرف سے مڈغاسکر جماعت کے صدر مجلس انصار اللہ، صدر مجلس خدام الاحمدیہ اور صدر مجلس لجنہ اماء اللہ کے مجوزہ نام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں ارسال کروائے اور اس طرح پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری کے ساتھ جماعت احمدیہ مڈغاسکر میں ذیلی تنظیموں کا قیام عمل میں آیا۔ چنانچہ اسی سال مجلس انصار اللہ مڈغاسکر کا پہلا سالانہ اجتماع Ambilobe (آم بی لو بے) کے علاقہ میں منعقد ہوا اور مجلس خدام الاحمدیہ مڈغاسکر کا پہلا سالانہ اجتماع Andranomadio, Manakara (انڈرانو مادیو، مانا کارا) کے علاقہ میں منعقد ہوا۔

تاہم درمیان میں کچھ عرصہ کے توقف کے بعد، اواخر 2018ء میں دوبارہ مجلس لجنہ اماء اللہ مڈغاسکر کا قیام عمل میں آیا اور دسمبر 2019ء میں دوبارہ مجلس انصار اللہ مڈغاسکر اور مجلس خدام الاحمدیہ مڈغاسکر کا قیام عمل میں آیا۔

مڈغاسکر میں مساجد اور مشن ہاؤسز کی حالیہ تعمیرات

جیسا کہ پہلے ذکر آچکا ہے کہ دارالحکومت میں جماعت نے 1999ء میں ایک زمین کا رقبہ خریدا تھا جس کے ایک حصہ پر جماعت کے سکول کی عمارت 2008ء میں مکمل ہوئی تھی۔ نیز یہ کہ Manakara کے علاقہ میں 5 گاؤں میں لکڑی کی مساجد کی تعمیر بھی 2001ء کے بعد ہوئی تھیں۔ تاہم 2014ء تک جماعت کی یہاں کوئی پکی مسجد اور کوئی مشن ہاؤس نہیں تھا۔ چنانچہ بمورخہ 14 نومبر 2014ء کو مکرم و محترم عیسیٰ تیجو صاحب امیر صاحب ماریشس نے دارالحکومت میں جماعت کی خریدی ہوئی زمین پر پہلی پختہ مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہ شفقت اس مسجد کا نام مسجد نور رکھا۔ اس مسجد کی تعمیر کا خرچ مجلس لجنہ اماء اللہ ماریشس نے ادا کیا۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء

بعد ازاں بمورخہ 6 مارچ 2015ء اسی احاطہ میں دفتر، گیسٹ ہاؤس اور مشن ہاؤس کی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔

بعد ازاں، بمورخہ 19 فروری 2016ء مڈغاسکر کے جنوب مغربی شہر Toliara (تولیارا) میں جماعت احمدیہ مڈغاسکر کی دوسری پختہ مسجد

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store Google play
اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہ شفقت اس مسجد کا نام مسجد محمود رکھا۔ اس مسجد کا خرچ مکرم ومحترم عیسیٰ تیجو صاحب آف ماریشس نے اپنی فیملی کی طرف سے ادا کیا۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

مڈغاسکر کی تیسری پختہ مسجد کا سنگ بنیاد، شہر Fianarantsoa (فیانارنٹ سوا) میں مؤرخہ 3 اکتوبر 2017ء کو رکھا گیا اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس مسجد کا نام مسجد مہدی رکھا۔ اس مسجد کا خرچ بھی مکرم ومحترم عیسیٰ تیجو صاحب آف ماریشس نے اپنی فیملی کی طرف سے ادا کیا۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

نیز حال ہی میں، مڈغاسکر کی چوتھی پختہ مسجد کا سنگِ بنیاد، مڈغاسکر کے جنوب مغرب میں واقع ایک گاؤں Milenaka (می لے نک) میں مؤرخہ یکم جنوری 2022ء کو رکھا گیا ہے جس کا نام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہ شفقت مسجد ناصر رکھا ہے۔ یہ مسجد اس وقت زیر تعمیر ہے۔ اس مسجد کا خرچ مکرم ومحترم عثمان یوسف صاحب آف ماریشس اور اُن کی فیملی نے اپنے آباء و اجداد کی طرف سے ادا کیا۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء

مالاگاسی زبان میں جماعتی لٹریچر کی تیاری

مڈغاسکر کی لوکل زبان مالاگاسی کہلاتی ہے اور اس ملک کی بھاری اکثریت، ناخواندہ ہونے کے سبب غیر ملکی زبانیں جیسے فرنچ یا انگریزی نہیں جانتی بلکہ صرف لوکل مالاگاسی زبان ہی بول اور سمجھ سکتے ہیں۔ اس لئے یہاں تبلیغ اور تربیت کے لئے لوکل زبان میں لٹریچر، رسائل اور کتب کی اشد ضرورت ہے۔

چنانچہ، جیسے ذکر گزر چکا ہے کہ مؤرخہ 31 مئی 2008ء کو قرآن کریم کے مالاگاسی ترجمہ کا افتتاح کیا گیا اور اس وقت سے اس کے ذریعہ لوکل ممبران جماعت کو قرآن کریم پڑھایا بھی جا رہا ہے اور تبلیغی رابطوں میں تقسیم بھی کیا جا رہا ہے۔

اس کے علاوہ، 2005ء میں مڈغاسکر جماعت نے ایک جماعتی رسالہ کو رجسٹر کروایا اور قریباً تین سال یہ رسالہ نکالا گیا اور مڈغاسکر کے مختلف علاقوں میں بھیجا اور تقسیم کیا گیا۔ اس رسالہ کا نام Hafatra ho Anao (حافتْرا ھو اَناؤ) تھا (یعنی آپ کے نام ایک پیغام)۔ اس رسالہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات جمعہ کا مالاگاسی ترجمہ شائع کیا جاتا تھا۔ دیگر جماعتی خبریں اور اطلاعات بھی اس میں شامل ہوتی تھیں۔ نیز بسا اوقات بعض دیگر جماعتی مضامین بھی حسب موقع شامل ہوتے تھے۔ اس رسالہ کی تیاری اور ترجمہ ایک لوکل معلم صاحب Razafisalama Rija (رازا۔ فی سلامَ۔ ریجا) صاحب کرتے تھے۔ اس رسالہ اور اس میں خطبات حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مالاگاسی تراجم شائع ہونے کے حوالہ سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی بہت خوشنودی کا اظہار فرمایا۔

بعد ازاں، 2019ء میں قاعدہ یسرنا القرآن کا مالاگاسی ترجمہ تیار کر کے شائع کیا گیا۔ نیز گاہے بگاہے مختلف پمفلٹس تیار کر کے تقسیم کئے جا رہے ہیں۔ اسی طرح بعض جماعتی کتب کے تراجم پر کام کیا جا رہا ہے۔

جماعت احمدیہ مڈغاسکر میں خدمت کی توفیق پانے والے مبلغین سلسلہ

جن مبلغین سلسلہ نے مڈغاسکر میں خدمت بجالانے کی توفیق پائی یا ابھی خدمت کی توفیق پا رہے ہیں اُن کے نام درج ذیل ہیں:

1. مکرم و محترم صدیق احمد منور صاحب، عرصہ خدمت 1996ء تا 2000ء
2. مکرم و محترم عطاء القیوم جمن صاحب، عرصہ خدمت 1998ء تا 2004ء
3. مکرم و محترم مظفر احمد سدھن صاحب، مختلف ادوار میں یہاں آ کر خدمت کی توفیق ملی
4. مکرم و محترم محمد اقبال باجوہ صاحب، عرصہ خدمت 2004ء تا 2014ء
5. مکرم و محترم مجیب احمد صاحب نیشنل صدر جماعت احمدیہ مڈغاسکر، عرصہ خدمت 2014ء تا حال
6. مکرم و محترم جبار ندیم صاحب مشنری انچارج مڈغاسکر، عرصہ خدمت 2013ء تا حال
7. خاکسار، مدثر احمد، عرصہ خدمت 2013ء تا حال

اللہ تعالیٰ تمام مبلغین اور کارکنان کو کما حقہ خدمت بجالانے اور مقبول و باثمر خدمات کی توفیق عطا کرے اور جماعت احمدیہ مڈغاسکر کو پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی توقعات و خواہشات کی مطابق کام کرنے اور آگے بڑھنے کی توفیق عطا کرے اور وہ بابرکت دن ہمیں جلد دکھائے کہ جب پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مبارک قدم اس ملک پر بھی پڑیں اور پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آنکھیں اس جماعت سے ٹھنڈی ہوں اور ٹھنڈی ہی رہیں۔ آمین

فقہی کارنر

صدقہ کی جنس خود ہی خرید لینا جائز ہے

ایک شخص نے حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں عرض کی کہ میں مرغیاں رکھتا ہوں اور ان کا دسواں حصہ خدا تعالیٰ کے نام پر دیتا ہوں اور گھر سے روزانہ تھوڑا تھوڑا آٹا صدقہ کے واسطے الگ کیا جاتا ہے کیا یہ جائز ہے کہ وہ چوزے اور وہ آٹا خود ہی خرید لوں اور اس کی قیمت مدِّ متعلقہ میں بھیج دوں؟ فرمایا:

''ایسا کرنا جائز ہے''

نوٹ: لیکن اس میں یہ خیال کر لینا چاہئے کہ اعمال نیت پر موقوف ہیں۔ اگر کوئی شخص ایسی اشیاء کو اس واسطے خود ہی خرید ے گا کہ چونکہ خرید و فروخت ہر دو اس کے اپنے ہاتھ میں ہیں۔ تھوڑی قیمت سے چاہے خرید لے۔ تو اس کے لئے گناہ ہوگا۔

(بدر 24 اکتوبر 1907ء صفحہ 3)

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ یوکے)

چھوٹی مگر سبق آموزبات

یاد رکھنا چاہئے کہ مصروفیت کوئی شے نہیں ہوتی، ہم صرف اپنی ترجیحات کو مصروفیت کا نام دیتے ہیں اس لئے اپنی ترجیحات کا رخ ہمیشہ اپنے اصل، جیتے جاگتے اور بے لوث تعلقات کی طرف رکھنا چاہئے۔ ہر وقت ایسے بیش قیمت تعلقات کی پہچان کی صلاحیت طلب کرتے رہنا چاہئے۔ اس سے قبل کے دیر ہو جائے اور یہ تعلقات اور رشتے باقی نہ رہیں۔

(کاشف احمد)

28مارچ2022ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	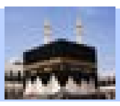	05:01	18:34
مدینہ منورہ	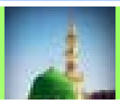	04:59	18:36
قادیان	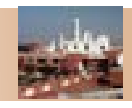	05:00	18:45
ربوہ	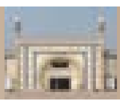	04:40	18:25
اسلام آباد ٹلفورڈ		05:18	19:29